مواعظِ اختر

نمبر ۳۱

عاشقانِ حق کا لذیذ غم

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

عاشقانِ حق کا لذیذ غم

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرار، یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اُس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

نامِ وعظ: عاشقانِ حق کا لذیذ غم

نامِ واعظ: محی و محبوبی مرشدی و مولائی سراج المِلّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطبِ زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ: دوشنبہ ۹ صفر المظفر ۱۴۱۸ھ ۱۶/جون ۱۹۹۷ء بعد مغرب تا عشاء

مقام: لیسٹر، برطانیہ

موضوع: عاشقانِ حق کا لذیذ غم

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص و خلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات **صفحہ نمبر**

عاشقانِ حق کا لذیذ غم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

کامل دیوانہ، دیوانہ ساز ہوتا ہے

مٹی ہمیشہ پانی سے قریب رہتی ہے، پانی مٹی پر ہی ہوتا ہے تو معلوم ہوا خلافت اُس کو دو جو ایک زمانہ ساتھ رہے اور اگر دور بھی رہے تو قلباً ساتھ رہے۔ اگر جسم یعنی قالب دور ہے تو اُس کا دل شیخ کے ساتھ رہے لیکن کچھ دن تو قلب و قالب دونوں ساتھ بھی رہیں تاکہ قالب کے ذریعہ مرید کا قلب شیخ کے قلب سے قریب ہوجائے۔ تو ایسا شخص مزاجِ تصوف اور سلوک اور حق تعالیٰ کی معرفت وعظمت کو حاصل کرلے گا اور اللہ والا بنے گا اور اس درجہ کا اللہ والا بنے گا کہ دوسروں کو بھی اللہ والا بنا سکے گا۔ اصلی دیوانہ وہی ہے جو خود دیوانہ ہو اور دوسروں کی دیوانہ سازی کرسکے، کامل دیوانہ وہ ہے جو خود بھی دیوانہ ہے اور دوسروں کو بھی دیوانہ بنا سکے، جو دوسروں کو دیوانہ نہیں بنا سکتا سمجھ لو کہ وہ ناقص ہے، کامل دیوانہ وہ ہے جو دیوانہ ساز بھی ہو۔ اس لیے ہمارے بزرگوں نے فرمایا کہ ایک ہوتا ہے ولی اور ایک ہوتا ہے ولی گر۔ ایک صاحبِ نسبت لازمہ ہوتا ہے اور ایک صاحبِ نسبت متعدیہ ہوتا ہے کہ جو اس کے پاس بیٹھتا ہے وہ بھی اللہ والا بن جاتا ہے۔ جیسے چراغ کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک چراغ روشن ہے مگر اس کی روشنی اتنی کمزور ہے کہ اگر دوسرے چراغ اس کے پاس آئیں اور اپنی بتی کو اس سے لگائیں کہ ہم بھی روشن ہوجائیں، تو اگر وہ ٹمٹماتا ہوا چراغ ہوگا تو خود بھی بجھ جائے گا۔

ایک بات اچانک یاد آ گئی کہ ایک صاحب اپنی بیوی کو سمجھا رہے تھے کہ دیکھو میرا شیخ، میرا مربی یہاں لندن میں کراچی سے آ رہا ہے، میں اس کے پاس مربہ بننے جا رہا ہوں، میں اُس کی صحبت میں رہوں گا تاکہ حق تعالیٰ مجھ کو مربہ بنا دیں یعنی میری اصلاح فرما دیں لیکن بیوی رونے لگی تو اُس کو سمجھانے لگا کہ دیکھو رویا نہیں کرتے، بہت ثواب ملے گا، لیکن جب جانے لگا تو بیوی کی جدائی پر خود بھی رونے لگا، اپنے آنسو پونچھنے لگا کیونکہ اُس کا دل بھی تو آخر عاشق تھا۔ اس پر میرا شعر ہے ؎

دیر تک ضبطِ غمِ ہجراں وہ سمجھاتے رہے
اور خود رونے لگے وہ مجھ کو سمجھانے کے بعد

پہلا مصرع بیوی کی طرف سے ہے کہ شوہر جدائی کے غم کو ضبط کرنے کی ہدایت کرتا رہا، سمجھاتا رہا مگر جب چلنے لگے تو خود اس کا بھی دل بھر آیا اور آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ تو یہ قصہ بیچ میں آ گیا جیسے کھانے میں چٹنی آ جاتی ہے۔

خلافت دینے کی بنیادی دو صفات

تو ایک مضمون بیان ہو گیا کہ جب پانی موجود نہ ہو تو مٹی سے تیمم جائز ہوتا ہے کیونکہ مٹی خلیفہ ہے پانی کا۔ اس کی وجہ اللہ تعالیٰ نے میرے قلب کو عطا فرمائی پاکستان کے علماء نے بھی اس کو تسلیم کیا اور آپ سب علماء بھی تسلیم کر رہے ہیں۔ بتائیے! آپ کا دل قبول کر رہا ہے یا نہیں کہ مٹی کو تیمم کے لئے پانی کا خلیفہ کیوں بنایا گیا؟ اس لئے کہ اس میں خلیفہ بننے والی دو صفات ہیں تواضع اور اپنے شیخ یعنی پانی کا قرب لہٰذا مشائخ کو بھی چاہیے کہ خلافت کی بنیاد دو چیز پر رکھیں ایک تو اس میں تواضع ہو، دوسرے ایک زمانہ وہ شیخ کے ساتھ رہے تاکہ وہ شیخ کے مزاج کو سمجھ سکے۔ اب رہ گیا صلاحیت تو بعضوں کو جلدی خلافت مل جاتی

ہے، بعضوں کو دیر سے ملتی ہے۔ ایک بزرگ کے پاس ایک صاحب آئے، ان کو دس دن میں خلافت دے دی اور ایک آدمی سال بھر سے ان کے پاس تھا اس کو خلافت نہیں دی تو اُس کے دل میں وسوسہ آیا کہ ہم سال بھر سے یہاں رہ رہے ہیں اور اس کو دس دن میں خلافت مل گئی۔ شیخ کو کشف ہوا، فرمایا کہ جاؤ دو لکڑیاں لے کر آؤ ایک گیلی اور ایک سوکھی اور دونوں میں آگ لگاؤ۔ تو سوکھی جلدی جل گئی اور گیلی لکڑی سے شوں شوں کر کے دھواں نکلتا رہا تو فرمایا کہ دیکھو جس مرید کو خلافت جلدی دی وہ سوکھی لکڑی تھا، پہلے ہی سے اللہ کے عشق میں جلا بھنا تھا، میں نے ذرا سی آگ لگا دی وہ جل گیا، روشن ہو گیا لہٰذا اگر شیخ کسی کو جلد خلافت دے تو اس پر اعتراض مت کرو۔

جو زیادہ مجاہدہ کرتا ہے اس کی صحبت کی تاثیر بھی زیادہ ہوتی ہے

آج کل کے زمانہ میں اس بات کو سمجھانا بہت آسان ہے کہ بعض بزرگوں نے اللہ کی راہ میں بہت مجاہدات کیے، اپنے شیخ کے ساتھ ایک زمانہ گذارا، بڑی تکالیف اُٹھائیں تو حق تعالیٰ اپنی رحمت سے بلا استحقاق اُس کی صحبت میں پریشر کوکر کی خاصیت رکھ دیتے ہیں، پہلے زمانے میں سات گھنٹے میں بریانی پکتی تھی اور اب پریشر کوکر میں وہی بریانی آدھے گھنٹے میں تیار ہوجاتی ہے تو جب حسی اور مادّی چیزوں میں سائنس کی یہ ترقی ہوسکتی ہے تو کیا اللہ تعالیٰ موجودہ زمانہ کے ضعیفوں کے لیے بعض شیخ کی صحبت میں کوکر کی خاصیت نہیں رکھ سکتے؟ کہ اُس شیخ کی صحبت سے آدمی جلد صاحبِ نسبت ہوجائے، خاص کر جن لوگوں نے بہت زیادہ مجاہدہ کیا ہو اور کافی زمانہ اپنے شیخ کے ساتھ رہے ہوں اور مجاہدات کیے ہوں تو حق تعالیٰ اپنی رحمت سے کوکر کی شان پیدا کرنے پر قادر ہے یا نہیں؟ میں کوکر ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا لیکن مرید

کو اپنے شیخ کے ساتھ یہی حسنِ ظن رکھنا چاہیے کہ ممکن ہے ہمارے شیخ کی صحبت میں بھی کوکر کی خاصیت ہو، آپ تو ممکن کا لفظ نہیں بلکہ یہی کہیے کہ یقیناً، بے شک کہیے۔ اچھا بے شک پر ایک قصہ یاد آ گیا۔

ایک لطیفہ

ایک شخص نے ایک طوطا خریدا، کسی نے اسے فارسی سکھادی، وہ ہر بات میں یہ کہتا تھا دراں چہ شک یعنی اس میں کیا شک ہے۔ بازار میں ایک آدمی اس سے بڑا امتاثر ہوا کہ یہ تو فارسی بول رہا ہے، خوب اچھے داموں اُس کو خرید لیا۔ اب جب اُس نے کوئی بات پوچھی تو ہر بات میں یہی کہتا کہ دراں چہ شک تو اُس کو بہت افسوس ہوا کہ ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ یہ پوری فارسی جانتا ہے مگر اس کو تو ایک جملے کے علاوہ کچھ نہیں آتا، میں نے تو اس کے خریدنے میں بڑی حماقت کی تو طوطے نے کہا دراں چہ شک یعنی آپ کے بے وقوف ہونے میں کوئی شک نہیں۔

کہیے مولوی آصف! میں جب بولتا ہوں تو ہر بات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد آتی ہے یا نہیں؟ میں چالیس برس تک نہیں بولتا تھا، خاموش رہتا تھا، بولنا آتا ہی نہیں تھا تو چالیس سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے زبان کھولی، اب عالمِ غیب سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیک عطا ہو جاتی ہے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ مرید میں دو چیزیں لازم ہیں، شیخ کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت رہو، جو زیادہ مجاہدہ کر کے یہاں آیا ہے جیسے جنوبی افریقہ سے لوگ آئے ہیں تو ان کا مجاہدہ ہوا کہ نہیں، جسمانی بھی اور مالی بھی کیونکہ کرایہ بھی لگا تو جتنی جس کی قربانی اُتنی خدا کی مہربانی۔

نظر کی حفاظت سے جلد ولایت نصیب ہوگی

اس لیے میں کہتا ہوں کہ نظر کی حفاظت کرلو تو بہت جلد ولی اللہ

ہو جاؤ گے کیونکہ اس میں قربانی بہت ہے اور ہر وقت کی قربانی ہے، ہر اسٹاپ پر، ایئرپورٹ پر قربانی ہے تو اللہ تعالیٰ سے کم سے کم دعا ہی کرلو میں نے ابھی دعا کی ہے کہ اے خدا! نظر بچانے میں جتنا اہتمام ہونا چاہیے تھا ہم اُس اہتمام میں کوتاہی کرنے کی نالائقی اور ناشکری کی معافی چاہتے ہیں۔ سب لوگ کہو کہ اے خدا! ایئرپورٹ پر جو یہاں کی عورتوں سے نظر بچانے میں جتنی کوشش، ہمت اور ارادہ کرنا چاہیے تھا، آپ کے حقِ بندگی میں ہم سے جو نالائقی ہوئی اُس کو معاف فرمادیجیے اور آئندہ کے لیے ہمیں ہمت اور توفیق نصیب فرمادیجیے کہ ہم ایک ذرّہ حرام لذت حاصل نہ کریں، آپ کو ایک لمحہ ناخوش نہ کریں، ایک اعشاریہ آپ کی ناخوشی کی راہ سے جو خوشی ہمارے نالائق نفس نے حاصل کی ہم ان تمام خوشیوں سے معافی چاہتے ہیں۔ یا اللہ! آپ کی ناخوشی کی راہ سے جو خوشی ہمارے اندر امپورٹ ہوئی ہو، درآمد ہوئی ہو، استیراد ہوئی ہو سب کو معاف کردیجیے۔ دیکھیے! میں تین زبانوں میں آپ کو اللہ کی طرف بلا رہا ہوں، درآمد فارسی، امپورٹ انگریزی اور استیراد عربی زبان کا لفظ ہے تو میں اس وقت تین زبانوں میں آپ لوگوں کو دعوت الی اللہ دے رہا ہوں کہ ہمارے نفس نے آپ کی ناخوشی کی راہ سے عورتوں کو دیکھ کر جو حرام لذت حاصل کی بس اللہ تعالیٰ ہم سب کو معافی دے دے اور ایسی توفیق، ہمت، ایسا ایمان ویقین اور ایسا حوصلہ عطا فرما کہ اے اللہ! ہر لمحۂ حیات، ہر سانس ہم آپ پر فدا کردیں اور ایک سانس بھی آپ کو ناراض نہ کریں۔

توبہ اور استغفار روحانی غسل ہے

میں نے اس وقت آپ لوگوں کو توبہ کا غسل کرادیا۔ اس توبہ کی برکت سے جہاز میں یا ایئرپورٹوں پر نفس سے جو گڑبڑ ہوئی ہے وہ ان شاء اللہ معاف

ہوجائے گی۔تو یہ توبہ اور استغفار کا روحانی غسل ہے۔ان شاء اللہ اس سے اللہ روح کو پاک کردیتا ہے اور اگر کوئی کہے کہ صاحب ہم کتنی غلطیاں کرتے ہیں کوئی کہاں تک معاف کرے گا، تو اِسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ کے بعد اللہ نے فرمادیا کہ:

﴿اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا﴾

(سورۂ نوح، آیت:۱۰)

فکر نہ کرو میں غافر نہیں ہوں غفّار ہوں، یعنی کثیر المغفرۃ ہوں۔علامہ آلوسی اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ کی تفسیر کرتے ہیں کہ اِنَّ النَّفۡسَ کَثِیۡرَۃُ الۡاَمۡرِ بِالسُّوۡٓءِ یعنی کثیر الامر بالسوء تو غفّار کے معنی ہوئے کثیر المغفرۃ یعنی بہت زیادہ معافی دینے والا۔تو اللہ تعالیٰ غیر محدود مغفرت دینے والا ہے۔

شیخ کو کبھی نازمت دکھاؤ

تو میں عرض کررہا تھا کہ مرید میں کون سی صفات لازم ہیں تواضع، اپنے کو مٹادو، خاص کر شیخ کے سامنے کبھی نازمت کرو کہ میں کچھ ہوں۔اس کی دلیل مثنوی سے پیش کرتا ہوں؎

پیش یوسف نازش و خوبی مکن
جز نیازِ آہ یعقوبی مکن

حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کے سامنے کیا اپنے نازو انداز دکھاتے ہو۔تو شیخ کو یوسف سمجھو، شیخ جو ہے مرید کے گمان کے مطابق روحانی اعتبار سے اللہ والا ہوتا ہے۔یہ جملہ دیکھ لو! میں اللہ والا ہونے کا دعویٰ نہیں کررہا بلکہ مرید کا شیخ کے بارے میں حسنِ ظن پیش کررہا ہوں۔ان شاء اللہ میرے جملہ کا عبدیت کی حدود سے خروج نہیں ہوگا، یہ بزرگوں کی صحبت کا انعام ہے۔جب آپ مجھ سے اس طرح کی کوئی بات سنیں گے تو دائرۂ عبدیت بھی محسوس کریں گے۔تو اپنے حسنِ ظن سے آپ یہی سمجھو۔تو حضرت یوسف علیہ السلام جن کو نصف

حسن دیا گیا ہو جیسے حسین وجمیل کے آگے تم کیا ناز و انداز دکھاتے ہو، تم تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرح نیاز مندی اور آہ کرتے رہو، روتے رہو۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں روتے روتے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں سفید ہوگئی تھیں۔

غم آنا عدمِ محبوبیت کی علامت نہیں

یہاں یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اللہ کے پیارے پیغمبر تھے پھر بھی ان پر غم آیا لہٰذا اگر کبھی غم آئے تو یہ مت سمجھو کہ ہم اللہ کے پیارے نہیں ہیں، پیاروں ہی کو غم دیا جاتا ہے۔ آپ یہ مت سوچو کہ اگر اللہ کے یہاں آج ہمارا کوئی درجہ ہوتا تو ہم پر یہ غم نہ آتا۔ کیا حضرت یعقوب علیہ السلام کا درجہ نہیں تھا، کیا وہ پیغمبر نہیں تھے؟ لہٰذا جب غم آئے تو یہ مت سمجھو کہ ہم اللہ کے پیارے نہیں ہیں، یہ سمجھو کہ ہم پیارے ہیں لیکن اس غم سے ہمیں کوئی عظیم الشان درجہ ملنے والا ہے:

﴿وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ﴾

(سورۃ الانشرح، آیت:۴)

اس کی دلیل ہے مگر اَنۡقَضَ ظَهۡرَكَ پہلے ہے کہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا غم دیا گیا کہ آپ کی کمر ٹوٹی ہوئی تھی لیکن پھر اللہ نے اُس غم کو اُٹھا لیا کیونکہ اب غم دینے کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ آپ کو اعلیٰ ترین مقام نصیب ہوگیا۔ تو جب آپ وَرَفَعۡنَا ہوگئے تو وَوَضَعۡنَا حاصل ہوگیا یعنی اللہ نے غم ہٹا لیا۔ کیوں بھائی! جب بریانی پک جائے تو کیا اس وقت بھی چولہے میں لکڑی ڈالتے ہو، آگ جلاتے ہو؟ اگر ایسا کیا تو بریانی جل جائے گی لہٰذا اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون حکیم ہوگا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے شایانِ شان مرتبہ حاصل

ہو گیا تو اللہ نے وہ غم بھی ہٹا لیا جو آپ کی کمر توڑے ہوئے تھا۔

تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روتے روتے سفید ہو گئیں، وَهُوَ كَظِيمٌ اور آپ اندر ہی اندر گھٹ رہے تھے یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظاہری غم بھی دیا اور باطنی غم بھی تاکہ ایک عالَم کو پتا چل جائے کہ عاشقوں کا یہ حال ہے کہ قالب کا غم یہ تھا کہ آنکھیں سفید ہو گئیں اور قلب کا غم تھا وَهُوَ كَظِيمٌ اللہ تعالیٰ قلباً اور قالباً اپنے عاشقوں کی تاریخِ عشق بیان کر رہے ہیں کہ میرے عاشقوں کے ساتھ مزاج یہ ایسا ہوتا ہے۔ اور وہ اُسی کو غم دیتے ہیں جسے اپنا سمجھتے ہیں۔ خواجہ صاحب کا مصرع ہے ؎

اُسی کو غم بھی دیتے ہیں جسے اپنا سمجھتے ہیں

اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کے غم کو لذیذ بنا دیتے ہیں

اس سے تربیت ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کو بہت اونچا مقام دیتے ہیں۔ اگر یہ غم نہ دیا جائے تو عبدیت کا توازن قائم کرنا مشکل ہو جائے اور یہاں ایک بات اور سمجھ لیجیے کہ جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کو غم سے اعلیٰ درجہ پر پہنچا دیں، اُس وقت تک جبرئیل علیہ السلام کو بھی اجازت نہیں تھی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو بتاتے کہ حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے میں ہیں حالانکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی حضرت یوسف علیہ السلام سے قید خانے میں ملاقات ثابت ہے، باقاعدہ ملاقات کی اور یہ بھی فرمایا کہ اے یوسف! اپنے ابّا کو اطلاع مت دینا کہ آپ یہاں ہو، یہ اُن کا امتحان ہے ورنہ پرچہ آؤٹ ہو جاتا، پھر امتحان کیا رہتا۔ یہاں تک کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بادشاہت بھی مل گئی پھر بھی اطلاع نہیں دی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے یوسف! کسی خط قاصد سے اپنے والد کو اطلاع مت کرنا کہ ابّا جان! غم نہ کریں میں یہاں ہوں کیونکہ حق تعالیٰ کی طرف سے اُن کی جو تربیت ہو رہی ہے

وہ جاری رہے، ابھی اللہ کو منظور نہیں ہے کہ آپ اطلاع دیں، پھر جب قمیص بھیجی ہے تب امتحان ختم ہوا اور ملاقات کے تمام اسباب پیدا ہو گئے۔ آہ! کیا کہنے ہیں، کیا رازِ تربیت ہے، اسی لیے ؎

جن کے رُتبے ہیں سوا اُن کو سوا مشکل ہے

جن کو اللہ بڑا رُتبہ دینا چاہتے ہیں اُن کو بڑے مجاہدات سے نوازتے ہیں، بڑے بڑے غم سے گذارتے ہیں لیکن اس غم میں وہ لذت بھی ڈال دیتے ہیں جیسے کڑوے خربوزے میں سکرین ڈال دو تو میٹھا ہو جاتا ہے کہ نہیں؟ جب سکرین سے کڑوا خربوزہ میٹھا ہو سکتا ہے تو جو خالقِ سکرین ہے اُن کے نام کے صدقہ میں کیا غم میٹھا نہیں ہو جائے گا؟ ؎

جو نکلی آہیں تو حور ہو کر
جو نکلے آنسو تو بن کے گوہر

یہ کون بیٹھا ہے دل کے اندر
یہ کون چشمِ پُر آب میں ہے

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ دُشمن بھی ہوتے ہیں جو غم پہنچاتے ہیں مگر اُن دُشمنوں کی ایذاؤں پر فریاد و آہ و بکا سے بندہ کہاں سے کہاں پہنچ جاتا ہے۔

تو ایک مضمون آپ لوگوں مل گیا کہ مٹی میں انہی دو خاصیتوں کی وجہ سے اللہ نے اس کو پانی کا خلیفہ بنا دیا لہٰذا شیخ کو بھی لازم ہے کہ وہ پہلے اپنے مرید کے اندر یہ دو صفات دیکھ لے کہ اس میں تواضع ہے یا نہیں اور ساتھ ساتھ اُس کو ایک زمانہ شیخ کا قرب بھی حاصل ہونا چاہیے۔ الا یہ کہ شیخ کا اجتہاد ہو جیسے بعض وقت میں ایسا ہوتا ہے کہ دستار بندی پہلے ہو جاتی ہے اور پڑھایا بعد میں جاتا ہے، تو اسی طرح بعضوں کو خلافت پہلے دے دی جاتی ہے اور سلوک کی تکمیل بعد میں کرا دی جاتی ہے۔

خلافت کو ہمیشہ اپنی اصلاح کا ذریعہ سمجھو

لیکن یاد رکھو! اگر مرید کو خلافت مل جائے تو اُس کو اپنے کو اس قابل نہیں سمجھنا چاہیے کہ میں اس قابل تھا بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ شیخ نے خلافت کو میری اصلاح کا ذریعہ بنایا ہے، جیسے کسی کو کوئی بڑی ذمہ داری دی جاتی ہے تو اُسے اس ذمہ داری کا احساس ہوتا ہے۔ حکیم الامت کا ارشاد ہے کہ بعض لوگوں کو اگر خلافت نہ دی جائے تو اُن کی کبھی اصلاح نہیں ہوتی۔ اُن کی اصلاح اسی احساسِ ذمہ داری سے ہوجاتی ہے۔ اب یہ شیخ کی صوابدید پر ہے کہ کس کو کب ذمہ داری پر لگائے۔ اس احساسِ ذمہ داری کی وجہ سے بعض مرید غلط کام کرتے ہوئے شرماتے ہیں کہ ہمیں کچھ تو اپنے منصب کا خیال رکھنا چاہیے، اور انہیں گناہ سے بچنے کی توفیق ہوجاتی ہے۔ لیکن یہ شیخ کی رائے پر ہے، کوئی مرید یہ نہ کہہ دے کہ مجھے خلافت دیجیے کہ میری اصلاح آپ کی خلافت پر موقوف ہے۔ مرید کو یہ رائے قائم کرنے کا اختیار نہیں ہے، یہ شیخ کی صوابدید پر ہے۔ اُس کے دل میں اللہ جو ڈال دے۔

مولانا رومی کی نصیحت ہے کہ خلیفہ بننے کا شوق نہ رکھو، بس اللہ کو چاہو، اللہ سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔ قیامت کے دن کتنے لوگ ایسے ہوں گے جو خلیفہ نہیں ہیں مگر لاکھوں خلفاء سے افضل ہوں گے۔ خلافت تو ایک اجتہاد ہے، شیخ کی رائے ہے کیونکہ تصوف کا سلسلہ اِسی سے چلتا ہے، اگر نہیں دے گا تو خلافت ختم ہوجائے گا۔ خانقاہوں سے دین کا کام جاری رکھنے کے لیے یہ کیا جاتا ہے، مگر اس سے اپنا مرتبہ مت سمجھو۔ بعض اللہ والے ایسے چھپے ہوئے ہوتے ہیں جن کو دنیا نہیں جانتی مگر قیامت کے دن اُن کا مقام دیکھنا۔ اس لیے خلیفہ کو چاہیے کہ وہ یہ سمجھے کہ میری اصلاح کے لیے خلافت دی گئی اور جو غیر خلیفہ ہے وہ مجھ سے

افضل ہے کیونکہ کسی کو نہیں معلوم کہ اللہ کے یہاں کس کا کیا مرتبہ ہے۔

(مجمع زیادہ ہونے کی وجہ سے حضرت والا کو سامعین دیکھ نہیں پا رہے تھے تو حضرت والا کچھ اونچی نشست پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا۔ جامع)

میں آپ لوگوں کا منظور ہوں اور میں آپ لوگوں کا ناظر بھی ہوں۔ دیکھیے مجھ پر بیک وقت دو صیغے ہیں ناظر و منظور۔ اس پر ایک شعر یاد آیا۔ کراچی میں ایک کالونی ہے جس کا نام منظور کالونی ہے۔ میرے پاس ایک صاحب آئے، میں نے پوچھا کہ کہاں کے رہنے والے ہو؟ کہا کہ منظور کالونی میں رہتا ہوں۔ اس پر میں نے کہا کہ ؎

اخترؔ وہی اللہ کا منظورِ نظر ہے
دنیا کے حسینوں کا جو ناظر نہیں ہوتا

بتائیے کیسا شعر ہے۔ یہ راستہ مٹی کے کھلونوں سے کھیلنے والوں کا نہیں ہے، یہ راستہ اولیاء اللہ کا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ پر دونوں جہان فدا کر دیتے ہیں، یہ مٹی کے کھلونے کیا ہیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا تھا کہ ؎

دونوں عالم دے چکا ہوں مے کشو
یہ گراں مے تم سے کیا لی جائے گی

مولیٰ والا لیلیٰ چور نہیں ہوتا۔ الہامی جملہ

قسمت والے ہوتے ہیں جو اللہ کو خوش رکھتے ہیں اور اللہ کی ناخوشی کی راہ سے خوشی کو استیرادنہیں کرتے، یہ قسمت کی بات ہے ورنہ مٹی کے ڈھیلوں کا یہ مقام نہیں ہے، مٹی کے ڈھیلوں کا یہ کام نہیں ہے۔ اولیاء اللہ کی روح مٹی کے کھلونوں سے آزاد کر دی جاتی ہے اور ان کا مقام اس لیے اونچا ہوتا ہے کہ وہ ان کھلونوں سے صرفِ نظر کرتے ہیں۔ آپ بتاؤ جو شخص ایک کروڑ پاؤنڈ کی

دولت لیے ہوئے ہو وہ راستے میں کسی ٹھیلے سے آلو چرا سکتا ہے؟ کسی کی جیب میں ایک کروڑ پاؤنڈ ہے تو کیا یہ شخص سبزی بیچنے والے کے ٹھیلے سے نظر بچا کر آلو چرائے گا؟ بولو بھائی! یہ آلو چور ہوسکتا ہے؟ تو سمجھ لو کہ اللہ والا حسن چور نہیں ہوسکتا ہے، اللہ کے عاشقین لیلیٰ چور نہیں ہوتے، وہ مولیٰ والے ہوتے ہیں، مولیٰ والے لیلیٰ چور نہیں ہوتے۔ کہیے جناب! کیسا جملہ ہے؟ میر صاحب! مولیٰ والا لیلیٰ چور نہیں ہوتا۔ واہ کیا جملے ہیں، ارے قدر کرلو اور اختر کے لیے دعائیں مانگو کہ خدا مجھے پھر سے عالمِ شباب، عالمِ جوانی دے دے۔ میں تو اللہ سے یہی مانگتا ہوں کہ اے خدا! اس عمر میں آپ کے کرم نے مجھے زبان عطا فرمائی، دردِ دل بخشا، زبانِ ترجمانِ دردِ دل بخشی تو اس کے لیے ہمیں کان بھی عطا فرمائیے۔ تو الحمدللہ! اتنے کان نظر آ گئے۔ تو مولیٰ والا لیلیٰ چور نہیں ہوتا، یہ جملہ یاد کرلو۔ جو مولیٰ پا جاتا ہے وہ لیلیٰ چور نہیں ہوتا۔ ہاں اپنی حلال بیوی کو پوری محبت و شفقت سے رکھتا ہے۔ اُس کا اتنا حق ادا کرتا ہے کہ دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ عام مسلمان اور کافر بھی اپنی بیوی سے اتنی محبت نہیں کرسکتے جیسا مولیٰ والا اپنی حلال لیلیٰ کے ساتھ اللہ کے لیے حسنِ سلوک سے پیش آتا ہے کہ یہ میرے اللہ کی بندی ہے، اس کو کوئی دُکھ نہ پہنچے، اس سے کوئی غلطی ہوجاتی ہے تو اُس کو معاف کردیتا ہے، مغلوب الغضب نہیں ہوتا کہ غصہ میں آ کر اُس کو ستائے، اللہ والے اپنے غصہ سے کسی مخلوق کو اذیت نہیں پہنچاتے۔

ولی اللہ بننے کا پہلا نسخہ......بیوی کو نہ ستانا

اُن کی مولیٰ پر اس قدر نظر رہتی ہے کہ میری ذات سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے اور جبکہ بیوی تو بڑی چیز ہے، وہ تو رفیقۂ حیات ہے، اللہ کی بندی ہے۔ آپ بتاؤ کسی کی بیٹی کو داماد ستائے تو باپ کو غم ہوتا ہے یا نہیں؟ تو ربّا کو بھی

سخت غضب اور غصہ ہوتا ہے، ربّا کو بھی سخت ناراضگی ہوتی ہے جو اپنی بیویوں اوراللہ کی بندیوں کوستاتے ہیں، یہ معمولی جرم نہیں ہے۔

تو یہ دو کام کرلو، ایک اپنی بیوی کو کبھی مت ستاؤ، اسے پیار وشفقت سے رکھو، اس پر محبت سے فدا رہو۔ اور دوسرے نظر بچالو۔ یہ دو کام کرلو ولی اللہ ہوجاؤ گے ان شاء اللہ مگر فرض، واجب اور سنتِ مؤکدہ تو ادا کرنے ہی ہیں کیونکہ اسٹرکچر ہی نہیں ہوگا تو ڈسٹمپر کہاں ہوگا۔ فرض، واجب اور سنت مؤکدہ اسٹرکچر ہے، اس پر بیوی پر رحمت وشفقت اور نظر کی حفاظت کے ڈسٹمپر لگالو، ان شاء اللہ! ولی اللہ ہوجاؤ گے۔

اس میں ایک کام تو آسان ہے کہ بیوی کو پیار کرنا کیونکہ یہ اُس کا فطری حق ہے۔ ایک صاحب نے جدہ میں اپنی بیوی کوفون کیا، اُن کے منہ میں اتنا پانی آرہا تھا کہ ہر ہر لفظ میں اُسے رَس ملائی محسوس ہورہی تھی۔ ایسے مزہ لے لے کے اپنی بیوی سے بات کررہے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ تو فطری حق ہے تو اس کے متعلق کچھ کہنا گویا ایسے ہی ہے جیسے کسی آدمی نے دوسرے کوطمانچہ ماردیا تو اُس نے کہا جزاک اللہ۔ پوچھا کہ بھئی جزاک اللہ کیوں کہا۔ کہنے لگے کہ بہت دیر سے سوچ رہا تھا کہ روؤں، رونے کے لیے اسباب نہیں تھے، آپ نے طمانچہ مارکر میرے لیے رونا آسان کردیا۔

ولی اللہ بننے کا دوسرا نسخہ......نظر کی حفاظت

اب رہ گیا دوسرا نسخہ یعنی نظر بچانا۔ اس میں بھی جب اللہ تعالیٰ کی حلاوتِ ایمانی کا ذوق مل جائے گا تو ان شاء اللہ آپ حلاوتِ بصارت کوخوشی خوشی فدا کردیں گے۔ جب قلب کوحلاوتِ ایمانی کا چسکا لگ جائے گا توحلاوتِ بصارت کوفدا کرنا آپ پر صرف آسان نہیں ہوگا بلکہ آپ مجبورِ محبت ہوکر ان حسینوں کونہیں دیکھیں گے، کہیں گے کہ ہٹاؤ ان فنا ہونے والوں کواور فوراً مراقبہ

کرو کہ اندر کیا بھرا ہوا ہے؟ اگر ایک سوراخ ان کے پیٹ میں ہوجائے تو انتڑیوں میں جو گُو ہے اس کی بدبو سے بتاؤ کیا حال ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ستاری اور امتحان ہے، اگر سب کا گُو نظر آتا تو امتحان نہ رہتا۔

(اسی دوران ایک مولانا تشریف لائے تو حضرت نے فرمایا) آیئے! مولانا یہاں تشریف لایئے، میں آپ سے کھڑے ہوکر ملتا مگر ضعف کی وجہ سے کچھ عذر ہے۔ ماشاء اللہ! آپ کو دیکھتے ہی میرا دل کہتا ہے کہ آپ کو جذب کی نعمت حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو جذب فرماتے ہیں تو اُس کے آثار بھی اُس کے چہرے اور آنکھوں سے پتا چل جاتے ہیں کہ یہ کھنچی ہوئی آنکھیں ہیں، کوئی ان کو کھینچے ہوئے ہیں۔ اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ تہجد گزار شاعر، جگر کے استاد فرماتے ہیں ؎

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

ہمہ تن ہستئ خوابیدہ مری جاگ اُٹھی
ہر بُنِ مو سے مرے اُس نے پکارا مجھ کو

میں نے لیا ہے دردِ دل کھو کے بہارِ زندگی
اک گلِ تر کے واسطے میں نے چمن لٹا دیا

توڑ ڈالے مہ و خورشید ہزاروں ہم نے
تب کہیں جا کے دکھایا رُخِ زیبا تو نے

اللہ کا سودا مہنگا ہے

اَلَا اِنَّ سِلْعَۃَ اللّٰہِ غَالِیَۃٌ

(ترمذی ابواب صفۃ القیامۃ: ج ۲، ص ۷۱)

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ کا سودا مہنگا ہے، اس کے لیے دونوں جہان خدا پر فدا کردو، خونِ تمنا پیو، خونِ آرزو سے دل لال ہوگا تب اللہ کی معرفت کا سورج نکلے گا جیسے جب تک مشرق لال نہیں ہوتا سورج نہیں نکلتا اور دنیا کو تو ایک سورج ملتا ہے لیکن اگر تم نے خونِ تمنا کیا تو قلب کے چاروں آفاق سے سورج نکلیں گے، مشرق سے بھی مغرب سے بھی شمال سے بھی جنوب سے بھی۔

جب کبھی وہ اِدھر سے گذرے ہیں
کتنے عالَم نظر سے گذرے ہیں

جب اللہ جان سے زیادہ پیارا ہوگا تو پھر بدنظری نہیں ہوگی

دوستو! یہ مٹی ایک دن مٹی میں دفن ہوجائے گی۔ اسی لیے اختر کہتا ہے کہ جلدی کرو ورنہ پچھتاؤ گے، ان مٹیوں کے ساتھ جو ساز باز کر رہے ہو، مٹی کے کھلونوں کے ساتھ جو ساز باز کے عادی ہیں جن کو یہ مشکل پرچہ نظر آتا ہے حالانکہ یہ مشکل نہیں ہے، بس تم ارادہ اور ہمت نہیں کرتے ہو۔ ایک صاحب نے کہا کہ میں تو بہت مجبور ہوں، جب نظر پڑ جاتی ہے تو ہٹانا مشکل ہوجاتا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ مجبور نہیں ہیں آپ ہمت چور ہیں۔ ابھی اُسی حسین لڑکی یا لڑکے کا ابّا ایس پی ہو اور پستول کا آپ کی طرف رُخ کیے ہوئے ہو کہ اگر تم نے دیکھا تو میں پستول ماردوں گا، گولی ماردوں گا، پھر دیکھو گے؟ کیونکہ جان پیاری ہے۔ واللہ! آج اختر کہتا ہے کہ اگر اللہ ہماری جان سے زیادہ پیارا ہوجائے تو ان شاء اللہ کبھی بدنظری نہیں کرو گے۔ جب یہاں کسی حسین کا باپ پستول لیے ہوئے ہو تو تم اُس وقت کیوں نہیں دیکھتے ہو، کیونکہ تمہیں اپنی جان پیاری ہے۔ تو جب اللہ جان سے پیارا ہوگا تو ان شاء اللہ یہی کیفیت پیدا ہوجائے گی۔ پھر ان کو نہیں دیکھو گے، آسمان پر نظر رہے گی، سلوک کا راستہ زمین پر رہنے والے اور مٹی کے ڈھیلوں پر مرنے والوں کا نہیں ہے، یہ اُن کا راستہ ہے جن کی نظر ہر

وقت اللہ تعالیٰ پر رہتی ہے۔ وہ زمین پر رہتے ہوئے صاحبِ آسمان رہتے ہیں، مصاحبِ آسمان رہتے ہیں، آسمان والے کے ساتھ رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کہ ہم کو جلد اللہ والا بنادے اور اولیاء اللہ جیسا ایمان ویقین عطا فرمادے، اللہ تعالیٰ سے یہ مانگتے رہو، روتے رہو، ان شاء اللہ ایک دن اُن کو رحم آ ہی جائے گا۔

متفرق ملفوظات

اللہ والوں کی صحبت لاکھ برس کی عبادت سے افضل ہے

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم پاکستان نے تھانہ بھون میں حضرت سے عرض کیا کہ سنا ہے کہ اللہ والوں کی صحبت سو برس کی عبادت سے افضل ہے۔ آپ کا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا کہ مفتی صاحب یہ کم بیان ہوا ہے، اہل اللہ کی صحبت ایک لاکھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔ اس لیے جب اپنے شیخ کے ساتھ رہو تو نوافل وغیرہ میں مشغول مت رہو کیونکہ اگر دین کا کوئی مضمون نکل گیا تو دین کا ایک مضمون سیکھ لینے کا ثواب ایک ہزار رکعت نفل سے زیادہ ہے۔ اُس سے تم محروم رہ جاؤ گے۔ تو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب اپنے شیخ کے پاس رہو تو نفلیں وغیرہ ملتوی کردو اور فرمایا کہ میں ایسے موقعوں پر ترک کا لفظ استعمال نہیں کرتا کیونکہ اللہ کے ذکر کی عظمت کے خلاف ہے۔ ملتوی کا لفظ استعمال کرتا ہوں۔

حسینوں کی شکل بگڑنے کے بعد ان سے بھاگنا کوئی کمال نہیں

کسی حسین کی کم عمری کی وجہ سے میں اس کا نام ملائم خاں رکھا ہے۔ اور ایک دن جب اُس کی عمر زیادہ ہوجائے تو اُس کا نام میں نے خشب خاں رکھا۔ خشب کے معنیٰ لکڑی ہے۔ تو جب کسی حسین کو دیکھ کر نفس میں تقاضے ہوں تو اُس سے احتیاط کرو، چونکہ میرے ہاں کراچی میں خان لوگ زیادہ رہتے ہیں۔ تو میں نے اس پر ایک شعر بنایا کہ ؎

جب ملائم خاں خشب خاں ہو گئے
سارے عاشق پھر کھسک خاں ہو گئے

جب ملائم خان خشب خان ہو گئے کا مطلب ہے کہ عمر زیادہ ہو جائے گی تو اعضاء لکڑی کی طرح سخت ہو جائیں گے، پھر اس حسین سے دور بھاگو گے، لیکن اُس وقت کوئی اَجر نہیں ملے گا کیونکہ تم طبیعت کی وجہ سے بھاگے، تمہارا یہ فرار امورِ طبعیہ میں سے ہے، امورِ عبودیت میں سے نہیں ہے۔ امرِ عبدی نہیں ہے امرِ طبعی ہے۔ جب دیکھا کہ اس میں جمال ہے تو اس کے غلام بنے رہے اور جب حسن ختم ہو گیا تو اپنی طبیعت کی وجہ سے اس سے بھاگے، طبیعت سے چپٹے رہے اور طبیعت سے بھاگے، اللہ کی نسبت کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ یہ خاک بازی کر رہا ہے، مٹی سے کھیل رہا ہے تو اللہ کے اولیاء کا یہ مذاق ہونا چاہیے کہ اُن کے لیے قریب رہو اور انہی کے لیے بعید رہو۔ اللہ کے لیے ملو اور جہاں کسی کی صورت ایمان کے لیے مضر ہے تو وہاں سے احتیاط کرو۔ لہٰذا آج ایک دفعہ پھر معافی مانگ لو۔ جن لوگوں کا ہمارے ساتھ ائیر پورٹ پر یا ہوائی جہازوں پر سفر ہوا ہے وہ اس مضمون سے دعا کریں کہ اے اللہ! جس درجہ احتیاط کا آپ کی عظمت کا حق تھا، اُس میں جو کوتاہی ہوئی اور ہمارے نفس ظالم نے کسی عورت کو دیکھ کر کوئی حرام لذت اور حرام خوشی آپ کی ناخوشی کی راہ سے ایک ذرّہ بھی درآمد کیا ہو، استیرادکیا ہو، امپورٹ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ ہماری ان حرام خوشیوں کو اپنی رحمت سے معاف فرما دے۔

میں جو یہ توبہ اور یہ استغفار کر رہا ہوں یہ روحانی غسل خانہ ہے، جب انسان گندا ہوتا ہے تو غسل خانہ میں جاتا ہے اور جب ہم سے کوئی گناہ ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے؟ توبہ و استغفار کے حمام میں غسل کرلو، ان شاء اللہ روح پھر تجلی سے آشنا ہو گی اور متجلی ہو جائے گی، استغفار اور توبہ کی برکت سے گناہوں کے اندھیرے چھٹ جائیں گے ان شاء اللہ۔ مگر یہ بہت پیارا مضمون میرے قلب

کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا کہ اے اللہ! جب سے ہم لوگ بالغ ہوئے ہیں اُس وقت سے لے کر آج تک آپ کی ناخوشی کی راہوں سے اگر ہم نے ایک ذرّہ بھی دل خوش کیا ہے تو ہماری ایسی تمام نالائق خوشیوں کو معاف فرمادے۔ اپنے مالک کو خوش کرنا لائق مندی ہے اور ناخوش کر کے حرام خوشی امپورٹ کرنا، درآمد کرنا نالائقی ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ ہمارے پورے سفر میں جو کچھ بھی حرام لذت درآمد کی، اختر نے یا آپ لوگوں نے، آپ بھی اپنے آپ کو شامل کرو کہ اپنی نظر کی حفاظت کی فکر اور اہتمام ہونا چاہیے، تو یا اللہ اُس میں ہم سے جو کوتاہی و نالائقی ہوئی آپ معاف فرمادیجیے اور آئندہ کے لیے دعا کرلو کہ اللہ! ایسی ہمت، ایسا ایمان، ایسا احسان، ایسا یقین عطا فرمادے کہ ہمارا ہر لمحۂ حیات آپ پر فدا ہو، ایک سانس بھی ہم آپ کو ناراض نہ کریں اور آپ کی ناخوشی کی راہوں سے ایک ذرّہ بھی حرام خوشی استیر اد اور درآمد نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ایسا ایمان و یقین اختر کو، میری اولاد کو، میرے احبابِ حاضرین و غائبین کو سب کو نصیب فرمادے۔

اولیاء صدیقین کی یہی تعریف میرے قلب کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی۔ اور علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں اولیاء صدیقین کی تین تعریفیں بیان کی ہیں۔ اولیاء اللہ کا سب سے اونچا درجہ اور طبقہ صدیقین کہلاتا ہے، انبیاء کے بعد کس کا درجہ ہے؟ صدیقین کا۔ پھر شہداء اور صالحین کا۔ سمجھے آپ لوگ! صدیق شہید سے بھی زیادہ افضل ہوتا ہے کیونکہ شہید تو ایک ہی دفعہ ختم ہوگیا، اللہ پر جان دے دی، اور صدیق کارِ نبوت کی تکمیل کرتا ہے، پیغمبر کے کام کی تکمیل کرتا ہے۔

جنگِ اُحد میں ستّر صحابہ شہید ہونے کا راز

اس لیے جنگ اُحد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خونِ مبارک کو دیکھا تو تلوار نکالی اور فرمایا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!

مجھ سے آپ کا خون مبارک نہیں دیکھا جاتا، آج یا تو میں سارے کافروں کو مار ڈالوں گا یا اپنی جان دے دوں گا اور تلوار نکال کر جھپٹے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی جلدی سے جھپٹے اور انہیں پکڑ لیا اور فرمایا شِمْ سَیْفَكَ یَا صِدِّیْقُ اے ابوبکر اپنی تلوار کو میان میں رکھ لو وَلَا تُفْجِعْنَا بِنَفْسِكَ اپنی جدائی سے مجھے غمگین مت کرو۔ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ صدیق کی زندگی نبی کو شہیدوں سے زیادہ عزیز ہے کیونکہ وہ کارِ نبوت کی تکمیل کرتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں صدیقین کو شہداء سے پہلے بیان فرمایا۔

اور اُحد کے دامن میں مسلمانوں کو جو شکست ہوئی تھی اتنی بڑی شکست ہوئی کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ستّر شہیدوں کا جنازہ پڑھنا پڑا تھا۔ تو اس جنگ میں صحابہ کی جو شہادت ہوئی تھی تو کیا نعوذ باللہ، نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر نہیں تھے کہ اپنے عاشقوں کو جتوا دیتے؟ کافروں اور بعض کمزور ایمان والے مسلمانوں کے دلوں میں وسوسہ شیطان ڈالتا ہے کہ اللہ نے جبرئیل علیہ السلام اور فرشتوں سے مسلمانوں کی مدد کیوں نہیں کی؟ ستر صحابہ کو کیوں شہید ہونے دیا؟ بتائیے! سوال پیدا ہوتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں دیا کہ میں نے جو منعم علیہم کے چار طبقے بنائے تھے یعنی نبیین، صدیقین، شہداء اور صالحین تو اگر یہ صحابہ شہید نہ ہوتے تو شہیدوں کا کوٹہ کیسے پورا ہوتا لہٰذا یہ سب کچھ اس لیے ہوا:

﴿وَیَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ﴾

(سورۃ اٰل عمران، آیت: ۱۴۰)

تاکہ ہم تم میں سے کچھ لوگوں کو شہید بنائیں، یہ تھا سارا معاملہ ؎

حسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یونہی نام ہوتا ہے

بتائیے! یہ آیت کیسی زبردست ہے، دافع الوساوس ہے کہ اے ایمان والو! دل کو چھوٹا مت کرو کہ اللہ کی مدد میں کوئی کمی ہوئی ہے، یہ سب ہمارا نظام تھا۔ نبیین اور صدیقین کے بعد شہداء کا ایک طبقہ پیدا کرنا تھا تاکہ قیامت تک کے لوگوں کے لیے نمونہ بن جائے۔

ایک علم عظیم

اور ایک اور جواب حق تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا کہ اگر ساتوں سمندر روشنائی ہوجائیں اور ساری دنیا کے درخت قلم ہوجائیں تو بھی اللہ تعالیٰ کی عظمتیں اور صفات بیانِ تحریر میں نہیں آسکتیں۔ تو جب ساری دنیا کے درخت عاجز ہوگئے اور ساری دنیا کے سمندر روشنائی بننے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کی تاریخ لکھنے سے قاصر اور عاجز ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے شہیدوں کے خون سے اپنی تاریخِ عظمت لکھوائی۔

بتاؤ یہ کیا اللہ تعالیٰ کا اختر پر کرم نہیں ہے؟ نصِ قطعی ہے کہ سارے عالَم کے درخت قلم بن جائیں اور سات سمندر اور ایسے ہی اور روشنائی بن جائیں تو بھی اللہ کی خوبیاں اور تعریف نہیں لکھ سکتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ خود سات سمندروں کی روشنائیوں اور ساری دنیا کے درختوں کے قلموں کو عاجز قرار دیا تو پھر اپنی راہ میں خونِ شہادت سے اپنی تاریخِ محبت اور تاریخِ عظمت لکھوادی۔ یہ مضمون اللہ تعالیٰ نے میرے قلب کو عطا فرمایا۔ ذٰلِكَ مِمَّا خَصَّنِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِکَرَمِہٖ وَ بِبَرَکَۃِ دُعَآءِ مَشَآئِخِی رَحِمَہُ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ اَجۡمَعِیۡنَ وَ دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمۡ۔

اللہ کی محبت کا پیٹرول اللہ والوں سے ملے گا

میرا ایک مربّی ابھی زندہ بھی تو ہے یعنی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم مربیوں کے ناز و نخرے نہیں

اُٹھا سکتے ، ہم پیری مریدی نہیں کریں گے۔ تو میں نے کہا کہ کیا آپ مربی بننا چاہتے ہیں۔ کہا کہ ہاں! مربیّ تو ہم بننا چاہتے ہیں مگر مربّہ نہیں بنیں گے۔ میں نے کہا کہ یہ خواب دیکھتے رہو مگر شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا۔ پہلے آدمی مربّہ بنتا ہے تب مربیّ ہوتا ہے۔ پہلے شاگرد بنتا ہے تب استاد ہوتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ ہم شاگرد نہیں بنیں گے مگر استاد بنیں گے۔ جب تَعَلَّم نہیں ہوگا تو عَلَّم کیسے ہوگا؟ متعلم نہیں ہوگا تو معلم کیسے ہوگا؟

میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قصہ سنایا۔ گجراتی میں استاد کو گرو کہتے ہیں تو ایک شخص نے اپنے گرو سے کہا کہ گرو جی! مجھے اپنا چیلہ یعنی شاگرد بنالو۔ تو اُس نے کہا کہ چیلہ بننا آسان نہیں ہے، چیلہ بننے میں بڑی مشقت اور تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے۔ تو اُس نے کہا کہ اچھا اگر چیلہ یعنی شاگرد بننے میں تکلیف ہوتی ہے، مشقت ہے تو آپ ہمیں اپنا گرو بنالو۔ آج کل لوگوں کا یہی ذوق ہے۔ دیکھ لیجیے! مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کو کمالِ نسبت کی وجہ سے اپنا پیر بنایا۔ یہ حضرات فرماتے تھے کہ ہم حاجی صاحب سے دردِ دل اور اللہ کی محبت کا پیٹرول لینے گئے تھے، جو علم پڑھا ہے اس پر عمل کروانے جاتے تھے۔

اب اس زمانہ میں عالم کسی کو اپنا پیر بنانے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ مگر ان بزرگوں کا اخلاص دیکھیے کہ غیر عالم پیر کو اپنا مربی بنایا لیکن آج اس زمانہ میں بعض علماء مرید ہونے والوں کو حقیر سمجھتے ہیں کہتے ہیں کہ ارے میاں! تم اتنے اچھے قابل اور پڑھے لکھے آدمی تھے، تم کہاں پیر کے چکر میں آ گئے۔ نعوذ باللہ! لیکن یاد رکھو! جو اس کو چکر سمجھتے ہیں میں بھی اُن کے چکر میں نہیں آتا۔

جائے جسے مجذوب نہ زاہد نظر آئے
بھائے نہ جسے رِند وہ پھر کیوں اِدھر آئے
فرزانہ جسے رہنا ہو جائے وہ کہیں اور
دیوانہ جسے بننا ہو وہ بس اِدھر آئے
سو بار بگڑنا جسے منظور ہو اپنا
وہ آئے ادھر اور بچشم و بسر آئے

اللہ تعالیٰ کی دوستی کے سامنے بادشاہوں کے تخت وتاج بے قیمت ہیں

تو دوستو! یہی عرض کرتا ہوں کہ جلدی جلدی اللہ کی محبت سیکھ لو، اللہ والے بن جاؤ کیونکہ جب موت آئے گی تو قبر میں موبائل، قالین، فیکٹری، مرسڈیز، کوئی ٹھاٹھ باٹھ نہیں جائے گا، بتاؤ! کچھ جائے گا؟ لیکن اگر اللہ والے بن گئے تو اللہ کو ساتھ لے کر جاؤ گے، پھر تمہارے مقابلہ میں کوئی رئیس نہیں ہوگا، تم بادشاہوں سے افضل ہوگے ان شاء اللہ! میں جیتے جی یہ کہتا ہوں ورنہ مرنا تو ہے ہی، ہم تو یہ کہتے ہیں کہ زندگی ہی میں جس دن اللہ آپ کو ملے گا آپ کو ایسا محسوس ہوگا کہ آج بادشاہوں کے تخت وتاج نیلام ہورہے ہیں اور سورج و چاند کی روشنی مدھم پڑ رہی ہے ؎

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑگئی لَو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

اور ساری دنیا کی لیلائیں آپ کو ہگنی، موتنی اور پدنی معلوم ہوں گی۔ بولیے بھائی! کیا میری بات صحیح نہیں ہے، کیا حسینوں میں یہ تین باتیں نہیں ہیں؟ آپ اعتراض کرسکتے ہیں، آپ کھڑے ہوکر ویٹو کرسکتے ہیں کہ صاحب! حسینوں میں یہ تین باتیں نہیں ہیں، اگر واقعی ایسا ہے تو مجھے آپ کا اعتراض تسلیم ہے۔

میں کیا کہوں جو ظالم ایسوں سے عشق ومحبت کی باتوں کے افسانے بیان کرتے ہیں ان سے بڑا شیطانی چکر اور کوئی نہیں ہے۔ اس لیے کہ محبت تو وہ ہے جو ساری زندگی کی ہو، یہ کیا بات ہے کہ جب شکل بگڑ گئی تو بھاگ نکلے ؎

شکل بگڑی تو بھاگ نکلے دوست
جن کو پہلے غزل سنائے ہیں

یہ میرا شعر ہے ؎

اور ان حسینوں سے دل بچانے میں
میں نے غم بھی بڑے اُٹھائے ہیں

ہم یہی کہتے ہیں دو کام کرلو۔ ایک تو اپنی بیویوں سے محبت کرو، بیمار ہوجائے اُن کی دوا لاؤ، ایک لاکھ خطائیں اُن کی معاف کردو۔ اگر تمہاری بیٹی کی خطائیں تمہارا داماد معاف کردے تو خوش ہوتے ہو یا نہیں تو اللہ کی بندی کی خطا معاف کرنے سے ابّا نہیں ربّا خوش ہوتا ہے اور ابّا اگر زندہ ہے تو وہ بھی خوش ہوتا ہے، مگر ساتھ ساتھ ربّا بھی خوش ہوتا ہے اور بیوی سے محبت کرنے کا جو اختر سبق دے رہا ہے یہ آپ کا فطری اور طبعی مذاق ہونا چاہیے۔ اس میں کسی کو ناگواری نہیں ہوتی ہے۔ ایسے آدمی بیوی سے جب بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ میں تو خود ہی بہت زیادہ محبت کرتا ہوں، مگر اس پیر نے آکر میری محبت میں اور زیادہ اضافہ کردیا، یہ بڑا لذیذ پرچہ ہے، میں نے عرض کیا کہ ایک شوہر نے جدہ اپنی بیوی کو فون کیا تو ہر لفظ سے رَس ملائی ٹپک رہی تھی۔

اور ایک عالم صاحب اپنی بیوی کی جدائی میں پاگل ہوگئے، اگر اُن کو جلدی کراچی سے ان کے وطن نہ بھیجا جاتا تو وہ بالکل پاگل ہوجاتے۔ بکھرے بال، آنکھ لال، عجیب کیفیت تھی۔ وہ جوان آدمی عالم حافظ اور ایک مسجد میں امامت کرتے تھے لیکن بیوی کی جدائی میں دماغی طور پر توازن کھو بیٹھے۔

خانقاہ میں میں نے اُن کو دیکھا کہ بال بکھرے ہوئے ہیں، چہرے پر جنونی کیفیت ہے جیسے آؤٹ آف مائنڈ اینڈ ہاف مائنڈ ہیں تو اُن کو فوراً واپس بھیجا گیا، جب اپنے وطن بنگلہ دیش بیوی کے پاس گئے تو وہ ٹھیک ہو گئے۔ وہ میرے دوست بھی ہیں، تو اُن کو میں نے کہا کہ میں نے قیس یعنی مجنوں کو تو نہیں دیکھا تھا لیکن تم کو دیکھ کر اطمینان ہو گیا، تم کو دیکھ کر تسلی ہو گئی کہ میں نے قیس کو دیکھ لیا۔

عورت مثل ٹیڑھی پسلی کے ہے

تو دو نسخے بتائے تھے، ایک تو یہ کہ بیویوں کو مت ستاؤ، بیویوں کو تکلیف دینا اور رُلانا بالکل جائز نہیں کیونکہ ان کی طبیعت حساس ہوتی ہے، ذرا جھڑک دو، ڈانٹ دو تو رات بھر روتی رہتی ہیں، نازک دل ہوتا ہے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیویوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ ٹیڑھی پسلی سے ہیں، بخاری شریف کی حدیث ہے:

((اَلْمَرْاَۃُ کَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَہَا کَسَرْتَہَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِہَا اسْتَمْتَعْتَ بِہَا وَفِیْہَا عِوَجٌ))

(صحیح البخاری، کتابُ النکاح، بابُ المداراۃ مع النسآء، ج:۲، ص:۷۷۹)

عورت مثل ٹیڑھی پسلی کے ہے، سیدھا کرو گے ٹوٹ جائے گی، اگر اسی ٹیڑھے پن کے ساتھ زندگی گذارو گے آرام سے گذر جائے گی مگر یہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ بتاؤ! کوئی ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہو کر ڈاکٹر سے کہتا ہے کہ میری پسلی سیدھی کر دو؟ اسی طرح جو لوگ کہتے ہیں کہ اپنی بیوی کو میں سیدھا کر دوں گا، وہ شخص بے وقوف ہے، ان کے ٹیڑھے پن ہی سے گذارا کرلو ورنہ طلاق کی نوبت آجائے گی۔ ٹوٹنے کا یہ مطلب ہے۔

اَلْمَرْاَۃُ کَالضِّلَعِ ......الخ کی شرح

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح ارشادالساری میں لکھا ہے کہ اس میں حسبِ ذیل نصیحت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔

نمبر ایک فِیْہِ تَعْلِیْمٌ لِّلْاِحْسَانِ اِلَی النِّسَآءِ اس میں بیوی کے ساتھ بھلائی کا حکم ہے۔

نمبر دو وَالرِّفْقِ بِہِنَّ اس میں تعلیم ہے کہ بیویوں کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ، سختی سے پیش نہ آؤ۔

نمبر تین وَالصَّبْرِ عَلٰی عِوَجِ اَخْلَاقِہِنَّ اوران کے ٹیڑھے پن پر صبر کرو۔

نمبر چار لِاِحْتِمَالِ ضُعْفِ عُقُوْلِہِنَّ کیونکہ ان کی عقل کمزور ہوتی ہے۔

(ارشاد الساری شرح بخاری للقسطلانی باب الوصاۃ بالنساء، ج۸، ص۴۸)

اگر آپ کا بچہ آدھی عقل کا ہو کیا کروگے؟ اس کے ساتھ نرمی سے گذارا کروگے یا نہیں؟ اسی طرح بیوی کے ساتھ بھی گذارا کرو اور اللہ سے سودا کرلو کہ اے اللہ! میں نے ایک بے عقل سے گذارا کیا، قیامت کے دن آپ ہمارا بیڑا پار کردینا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک شخص کی بیوی سے کھانے میں نمک تیز ہوگیا، وہ غریب آدمی تھا، کئی مہینے کے بعد مرغی لایا تھا اور اس میں نمک تیز ہوگیا۔ اب تڑپ کے رہ گیا کہ آہ! اتنی مصیبت سے پیسہ جمع کرکے مرغی لایا تھا۔ ہاں یہاں ایک صاحب ہیں اُن کا مرغیوں کا کاروبار ہے، میں اُن سے کہتا ہوں کہ میرے آنے کی خبر اپنی مرغیوں کو نہ اپنے فرعون دینا۔ اب آپ لوگ پوچھیں گے کیا وجہ ہے۔ اس کا جواب میں نے ایک شعر میں دیا ہے ؎

سارے مرغے یہ خبر سن کے سہم جاتے ہیں
جب یہ سنتے ہیں کہ بستی میں کوئی پیر آیا

کیونکہ مرغے جانتے ہیں کہ کسی دن مجھ پر بھی بسم اللہ پڑھی جائے گی، اللہ اکبر پڑھا جائے گا۔

بیوی کی خطاؤں کو معاف کرنے کا انعام

تو جب اس کی بیوی سے کھانے میں نمک تیز ہوگیا تو اُس نے کچھ نہیں کہا، بیوی کو ڈانٹا تک نہیں کہ اللہ کی بندی ہے، میری بیٹی سے اگر نمک تیز ہوتا تو میں داماد سے کیا چاہتا کہ داماد معاف کردے۔ بولیے اپنی بیٹیوں کے لیے پٹائی یا گالی چاہتے ہو؟ تو یہ بیویاں بھی کسی کی بیٹیاں ہیں اور اللہ کی بندیاں ہیں۔ اُس نے کہا کہ اے اللہ! میں تیری بندی کی خطا معاف کرتا ہوں، قیامت کے دن ہمارا بھی خیال رکھنا۔ جب انتقال ہوگیا، ایک ولی اللہ نے خواب میں دیکھا پوچھا کیا معاملہ ہوا؟ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا۔ پوچھا کہ کس بات پر، کس ادائے بندگی پر تجھ پر عطائے خواجگی ہوئی؟ اُس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک دن میری بندی سے کھانے میں نمک تیز ہوگیا تھا، تم نے اُس کو معاف کیا تھا، اُس کو میں نے قبول کرلیا۔ اُس کے بدلہ میں تمہاری ساری زندگی کی خطائیں معاف کردیں۔

اپنی حیثیت کے مطابق بیوی کو جیب خرچ دو

وعدہ کریں اپنی بیویوں سے شفقت و رحمت و محبت سے پیش آئیں گے اور اگر بیمار ہوجائیں تو علاج معالجہ بھی کریں گے اور اگر خطا ہوجائے تو شفقت اور محبت سے رہیں گے اور اُن کو ہر مہینہ کچھ جیب خرچ دیں گے جس کا حساب نہیں لیں گے۔ یہ حکیم الامت تھانوی کی نصیحت ہے۔ حضرت کی کتاب یہاں ہے ارشاداتِ حکیم الامت اس میں ہے کہ بیویوں کو ہر مہینہ اپنی حیثیت کے مطابق کچھ ہدیہ دو۔ یہ نہیں کہ خود تو دس ہزار پاؤنڈ کماتا ہے اور بیوی کو ایک پاؤنڈ دیتا ہے۔ اللہ نے جیسی حیثیت دی اس کے مطابق بیوی کو دو۔ پھر اُس کا

حساب نہ لو کہ کہاں خرچ کیا؟ یہ کہہ دو کہ یہ آپ کا جیب خرچ ہے، میں اس کا کبھی حساب نہ لوں گا، جہاں چاہو خرچ کرو، چاہے مرنڈا پیو، چاہے اپنے ماں باپ پر خرچ کرو، بھائیوں پر خرچ کرو یا اپنی اولاد پر خرچ کرو جیسی تمہاری خواہش ہو۔ بعض وقت معمولی خواہش ہوتی ہے تو شوہر سے کہنے سے شرماتی ہے۔ ایک عورت نے مجھ سے شکایت کی کہ میں نے اپنے شوہر سے کہا تھا کہ میرے لیے فانٹا اور مرنڈا لے آؤ اور وہ بھول گیا۔ میری بات کیوں بھول جاتا ہے۔ یہ دلیل ہے کہ اُس کے دل میں میری محبت نہیں۔ میں نے اُس کے شوہر کو خوب ڈانٹا۔ میں نے کہا کہ تم ساری دنیا کی چیز بھول جاؤ مگر بیوی جب تم سے مرنڈا یا فانٹا مانگے تو خبردار بھولا مت کرو، ڈائری میں نوٹ کرلیا کرو کیونکہ ان کا دل نازک ہوتا ہے، اس سے اُن کو یہ گمان ہوتا ہے کہ میرا شوہر مجھے پیار نہیں کرتا، اس کے دل میں میری محبت نہیں، یہ زخم اُن کو لگ جاتا ہے، یہ بہت حساس قوم ہے۔ بہت جلدی اِن کے آنسو نکل آتے ہیں۔ اور بتاتی بھی نہیں ہیں، رات بھر چادر اوڑھ کر روئیں گی، بتائیں گی بھی نہیں کہ ہم کو تمہاری بات سے تکلیف ہوئی۔ خاص کر جن کی دو بیویاں ہوں۔ آپ لوگ ہنسیں نہیں، یہ بہت اہم مسئلہ ہے، ہنسنے کی بات نہیں ہے تو جو زیادہ عمر والی ہے اُس کو زیادہ پیار کرو تاکہ اُس کو یہ احساس نہ ہو کہ اعلیٰ مال پاکر، کم عمر بیوی پاکر مجھے بھول گیا، جبکہ میرے پیٹ سے اللہ نے اس کو اولاد دی، کوئی حافظ ہو رہا ہے، کوئی عالم ہو رہا ہے۔ تو اس معاملہ میں بڑی عقلمندی سے کام کرنا پڑے گا۔

بیوی کی ناشکری پر بھی اس کا خیال رکھو

ان کے دل کو ہاتھ میں لینا آسان نہیں، خاص کر ان کے اندر ناشکری کا مرض بہت ہوتا ہے۔ ذرا سی کوئی ناگوار بات ہوئی تو فوراً کہہ دے گی کہ

ارے ہم کو تمہارے گھر میں آ کر کیا ملا؟ ایک عورت سے کسی نے پوچھا کہ تمہارے شوہر نے تم کو کوئی برتن ورتن دیا ہے؟ اس نے کہا ہاں کچھ ٹھیکرے دے دیئے ہیں۔ ٹھیکرے کنکر پتھر کی طرح ہوتے ہیں۔ کہا اچھا جوتی ووتی پہنائی؟ کہا ارے کچھ لیتھڑے دے دیئے۔ کہا اچھا کبھی کوئی اچھا کپڑا دیا؟ کہا ہاں! کچھ چیتھڑے دے دیئے ہیں۔ دیکھا آپ نے! اس لیے ان سے شکر گذاری کی اُمید نہ رکھو، اللہ کے لیے یک طرفہ ون وے ٹریفک چلاؤ، بھئی اللہ تو خوش ہوجائے گا۔ اگر یہ شکریہ ادا نہیں کریں گی تو جن کے لیے یہ سب کچھ کرو گے تو اللہ تو دیکھ رہا ہے کہ میرا بندہ میری بندی کا اتنا خیال کرتا ہے۔

اللہ تک پہنچنے کا شارٹ کٹ راستہ

دوسرا سبق نظر کی حفاظت کا ہے۔ یہ اللہ تک پہنچنے کا شارٹ کٹ راستہ ہے، اگر جلدی صاحبِ نسبت بننا چاہتے ہو اور معمولی ولی نہیں اولیائے صدیقین کے مقام تک پہنچنا چاہتے ہو ان شاء اللہ، تو حفاظتِ نظر کرلو اور بیویوں کو مت ستاؤ۔ تو لندن کی سرزمین پر دو عمل پیش کرتا ہوں۔ بولیے میرا یہ سبق ضروری ہے یا نہیں؟ میرے یہاں ناظم آباد میں میری اہلیہ کے پاس ایک عورت برقعہ اوڑھ کر آئی، اس وقت میری والدہ بھی حیات تھیں۔ انہوں نے کہا کہ میرا شوہر امام ہے اور ایک مسجد کا خطیب ہے مگر مجھے اتنا مارتا ہے پھر دوپٹہ ہٹا کر دکھایا کہ جسم سوج گیا تھا۔ میری گھر والی نے بتایا تو مجھے اتنا رونا آیا کہ بس کچھ نہ پوچھئے۔

حضرت والا کی شانِ ترحم

ایک اور صاحب نے کہا کہ آج میرے داماد نے میری بیٹی کو ایک جگہ اتنا مارا کہ میری بیٹی کو یہ کہنا پڑا کہ اب برداشت نہیں ہوتی، اب ادھر دوسری جگہ مارو کیونکہ یہاں زیادہ چوٹ لگ گئی ہے، اب چوٹ پر مزید چوٹ نہ لگاؤ، تم کو

مارنے ہی کا شوق ہے تو اب دوسری طرف مارو۔ بس میں رات بھر اللہ سے روتا رہا کہ یا اللہ! اس ظالم داماد کا دل بدل دے، مجھے رات بھر نیند نہیں آئی، میری نیند اُڑ گئی، کیا کریں مجھے ہر مظلوم پر رحم آتا ہے۔ اور انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا رائے ہے کیا میں خلع لے لوں؟ میں نے کہا آپ چالیس دن خاموش رہو، مجھے چالیس دن اللہ سے رونے دو، میں آپ سے اتنا موقع چاہتا ہوں۔ پھر چالیس دن پورے نہیں ہوئے تھے کہ ہنستے ہوئے آئے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے داماد کا مزاج بدل دیا، اب مارتا بھی نہیں ہے بلکہ نہایت شفقت سے رکھتا ہے۔ میں نے کہا چلو ایک گھر تو اُجڑنے سے بچ گیا الحمد للہ۔

حلاوتِ ایمانی کی پانچ علامات

اور چونکہ نظر کی حفاظت پر وعدہ ہے کہ اس پر حلاوتِ ایمانی ملے گی، جو آنکھ کی مٹھاس کو اللہ پر فدا کرے گا اور نظر نیچی کر کے اپنے دل پر غم اُٹھائے گا اللہ اُس کے قلب کو حلاوتِ ایمانی دے گا۔ اور ایمانی حلاوت کیا چیز ہے؟ ایسے نہیں پتہ چلے گا کہ حلاوتِ ایمانی کیا چیز ہے؟ اللہ جس کو حلاوتِ ایمانی دے گا تو اُس پر پانچ اعمال کا ظہور ہوگا۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۱ ص ۴۷ پر یہ علامات تحریر فرمائی ہیں۔

حلاوتِ ایمانی کی پہلی علامت

نمبر ایک اِسْتِلْذَاذُ الطَّاعَاتِ، اُس کو عبادت میں مزہ آنے لگے گا، جب دل میں مٹھاس ہوگی تو سجدہ بھی مزیدار ہوگا، رکوع بھی مزیدار اور سجدہ مزیدار کرنے کا نسخہ ابھی سفر میں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا کہ جب سبحان ربی الاعلیٰ کہو تو یہ کہو کہ اے ہمارے پالنے والے! آپ بہت ہی عالی شان ہیں۔ اے میرے بہت ہی عالی شان پالنے والے! بتایئے! یہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی، کا اعلیٰ ترجمہ ہے

یا نہیں؟ سبحان کے معنی ہیں اُسَبِّحُ اللّٰہَ عَنِ النَّقَآئِصِ کُلِّھَا کہ آپ کی پرورش کی جتنی انواع اور تربیت کا انداز ہے وہ ہر بُرائی سے پاک ہے، آپ کسی پر ظلم نہیں کرتے ہیں۔ اور جب سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہیے تو یہ کہیے کہ اے عظیم الشان پالنے والے! آپ کے پالنے کی ہر اداعیب ونقص سے پاک ہے۔تو نظر کی حفاظت پر جب حلاوتِ ایمانی عطا ہوگی تو پانچ علامت ظاہر ہوں گی ورنہ لوگ کہیں گے کہ ہمیں کیا پتہ حلاوتِ ایمانی ملی یا نہیں۔

حلاوتِ ایمانی کی پہلی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو عبادت میں مزہ دیں گے، سجدہ کرنے میں مزہ آجائے گا۔مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے دنیا والو! اگر تمہیں سجدہ کا وہ مزہ مل جائے جو اولیاء اللہ کو ملتا ہے تو تم اس سجدہ میں دوسو سلطنت سے زیادہ مزہ پاؤ گے۔اب فارسی کا شعر بھی سن لیجیے کیونکہ یہاں بعض پرانے فارسی داں لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔اب تو فارسی آہستہ آہستہ ختم ہورہی ہے مگر پرانے لوگ سمجھنے والے ہیں۔تو مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

لیک ذوقِ سجدۂ پیشِ خدا
خوش تر آید از دو صد مُلکت ترا

اے دنیا والو! خدا تعالیٰ کے حضور میں ایک سجدہ کا مزہ ایسا ہے کہ دوسو سلطنت میں وہ مزہ نہیں ہے۔

وعظ کے دوران نیند آنے کا علاج

(ایک صاحب کو دورانِ بیان آنکھ بند کرنے پر تنبیہ فرمائی۔ جامع) بعض لوگ کہتے ہیں کہ بہت تھکے ہوئے ہیں اس لیے بیان میں نیند کا غلبہ ہوجاتا ہے۔اس پر میں دو باتیں کہتا ہوں، ایک تو یہ کہ ابھی اس کی شادی کسی مسلمان انگریز لڑکی سے کی جائے اور وہ آکر اس سے کہے کہ ویل مولوی! تو یہ بتاؤ کہ

پھر اس کی نیند اُڑ جائے گی یا نیند آئے گی؟ جب لیلیٰ نیند اُڑا سکتی ہے تو مولا کے نام پر کیوں نیند آتی ہے۔تو کوشش کرو کہ بیان میں نیند نہ آئے۔

نمبر دو اگر وہ مدرسہ کا مہتمم ہے اور اس کو کوئی ایک لاکھ پاؤنڈ دے دے اور وہ گن رہا ہو تو اُس وقت نیند آئے گی؟ نمبر تین جون کا مہینہ ہے، افطاری کا وقت ہے، دستر خوان بچھ چکا ہے، شربت میں برف کا چورا ڈالا ہوا ہے اور پیاس سے اس کی زبان خشک ہو رہی ہے، دہی بڑا بھی ہے اور اللہ اکبر کی آواز سننے کے لیے کان منتظر ہیں، آنکھ دہی بڑا دیکھتی ہے اور کان اللہ اکبر کے منتظر ہوتے ہیں تو اُس وقت آج تک کسی کو نیند آئی؟ ہم نے تو افطاری کے وقت کسی کو سوتے نہیں دیکھا۔تو جب نعمتیں نیند اُڑا دیتی ہیں تو نعمت دینے والے کی یاد میں نیند نہیں آنی چاہیے۔ یاد رکھو اس کو، یہ سب نفس کی کمزوری ہے۔ بتاؤ بھئی! جب نعمتوں سے نیند اُڑ سکتی ہے تو جب نعمت دینے والے کا ذکر ہو رہا ہے اس وقت نیند آنا کیسا ہے؟

بنگلہ دیش میں بڑے عالم مولانا چاند پوری تھے۔ایک دن ان کو بیان میں نیند آئی تو میں نے ان کی آنکھوں میں ایک تیز سرمہ لگوا دیا۔ یہ سرمہ ہمارے یہاں بنتا ہے، میرے شیخ کا خاص نسخہ ہے اور حضرت نے اپنے استاد کے لیے بنایا تھا۔سرمہ کے استعمال سے اُن کا چشمہ چھوٹ گیا تھا۔ ہمارے یہاں اب بھی بنتا ہے مگر لگتا غضب کا ہے۔تو میں نے اُن کے ایک ایک سلائی لگا دی۔ میں یہ سرمہ اپنے ساتھ کراچی سے ڈھاکہ لے گیا تھا تو اُن کی آنکھ جلنے لگی، آنسو بہنے لگے، نیند غائب ہوگئی، یہ نیند اُڑانے کے لیے بہترین ہے۔تو تھوڑی دیر کے بعد جب انہوں نے کہا کہ نیند تو بھاگ گئی مگر آنکھ کی روشنی بڑھ گئی۔لیکن میں یہ سرمہ لندن نہیں لایا لہٰذا یہ نہ کہنا کہ میں سرمہ بیچنے آیا ہوں، میں یہاں بیانِ دردِ دل کے سوا کسی اور مقصد کے لیے نہیں آیا ہوں۔

کیا کہیں دوستو! حق تعالیٰ کی رحمت سے اور بزرگوں کی دعاؤں کے صدقہ میں سارے عالَم میں اپنے لیے، اپنی اولاد کے لیے، اپنے دوستوں کے لیے یہی دُعا کرتا ہوں کہ اے اللہ! ہم کو سارے عالَم میں اپنی محبت کی خوشبو پھیلانے کے لیے قبول فرما۔ یہ پیسہ وغیرہ کیا ہے، ایک دن سب کو زمین کے نیچے جانا ہے، اصلی کرنسی وہی ہے جو مالک پر فدا ہوجائے۔

تو دو کام کرلو، نظر کی حفاظت کرو اور بیویوں کو آرام سے رکھو۔ فرض، واجب اور سنت مؤکدہ تو ضروری ہے کیونکہ یہ اسٹرکچر ہے، اگر اسٹرکچر نہ ہوتو ڈسٹمپر کہاں کروگے۔ تو جب فرض، واجب اور سنت مؤکدہ ادا کرلیا تو اب اس اسٹرکچر پر دو چیزوں کا ڈسٹمپر لگالو۔ ایک تو نظر کی حفاظت کرو اور دوسرے اپنی بیویوں کو آرام سے رکھو۔ یہ سمجھ لو کہ جب ہم اپنی بیٹیوں کے لیے تعویذ لیتے ہیں، اگر ہمیں خبر ملتی ہے کہ آج داماد نے بہت مارا ہے، بہت ستایا ہے یا ڈانٹ ڈپٹ کی ہے جس سے بیٹی رات بھر روتی رہی تو فوراً اس بستی کے پیر صاحب کے یہاں جاتے ہیں، کہتے ہیں کہ کوئی ایسا تعویذ دے دو جس سے میرا داماد دنبہ بن جائے یعنی ہر وقت میری بیٹی کے سامنے جی حضور جی حضور کرتا رہے۔ تو ہم پیر صاحب سے ایسا تعویذ مانگتے ہیں کہ داماد بیٹی پر مہربانی کرے، رحم کرے، اسے مرنڈا پلائے، انڈا کھلائے، ڈنڈا نہ مارے تو کیا وجہ ہے کہ اپنی بیوی کے لیے ہم تعویذ نہیں لیتے؟

شوہر کا دل نرم کرنے کا وظیفہ

اللہ تعالیٰ کے چار نام ہیں یا سبوح، یا قدوس یا غفور یا ودود۔ جس کو اپنے داماد سے شکایت ہو تو بیٹی کو سکھا دو کہ جب چائے پلاؤ، کھانا کھلاؤ تو اس پر سات مرتبہ پڑھ کر پھونک ماردو ان چار ناموں کی برکت سے ان شاء اللہ دل نرم ہوجائے گا۔

تو دوستو! جو نظر بچا لے اسے حلاوتِ ایمانی عطا ہو جائے گی۔ اور حلاوتِ ایمانی کی پانچ علامتیں ہیں۔ کیسے معلوم ہو کہ ایمان کی مٹھاس مل گئی؟ آنکھ کی مٹھاس اللہ پر دی اور ایمان کی پانچ مٹھاس ملیں، مگر یہ معلوم کیسے ہو؟ محدث عظیم ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حلاوتِ ایمانی کی پانچ علامات لکھی ہیں کہ اس کو عبادت میں مزہ آنے لگے گا جس کا نام اِسْتِلْذَاذُ الطَّاعَاتِ ہے۔

حلاوتِ ایمانی کی دوسری علامت

نمبر دو اِیْثَارُھَا عَلٰی جَمِیْعِ الشَّھَوَاتِ وَالْمُسْتَلَذَّاتِ وہ نفس کی حرام لذتوں کو دبا دے گا، اللہ کی خوشی کو مقدم کرے گا۔ یہ حلاوتِ ایمانی کی علامت ہے۔ جس ظالم کو یہ توفیق نہیں سمجھ لو کہ اس کو حلاوتِ ایمانی نصیب نہیں۔ جو مولیٰ کو پا جاتا ہے پھر وہ لیلیٰ کے ہاتھ نہیں بکتا ہے۔ جیسے ابھی ایک جملہ بتایا تھا کہ مولیٰ والا لیلیٰ چور نہیں ہوتا یعنی وہ بدنظری نہیں کرسکتا۔ جیسے بعض لوگ دور دور سے نظر مارتے رہتے ہیں۔ اس پر میں نے ایک شعر کہا ہے کہ جو دور دور سے نظر مارتے ہیں، وہ پاتے کچھ نہیں صرف دل جلاتے ہیں، دل تڑپاتے ہیں۔ یہ احمقوں کی جماعت ہے، بے وقوف لوگوں کی جماعت ہے کیونکہ بتاؤ دیکھنے سے وہ چیز مل جاتی ہے؟ لینا نہ دینا دل کو مفت میں جلانا اور تڑپانا۔ لہٰذا اپنی بیوی جو حلال کی ہے اس پر راضی رہو۔ جنت میں یہ حوروں سے زیادہ حسین کر دی جائیں گی، ان شاء اللہ! یہ حدیث تفسیر روح المعانی میں ہے (روح المعانی ج ۲۷، ص ۱۲۶)، اور میرے وعظ خوشگوار ازدواجی زندگی میں بھی ہے۔ تو بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ بظاہر تو حسینوں سے دور رہتے ہیں مگر دل میں اُن کے خیالات لاتے رہتے ہیں اور دور دور سے دیکھتے ہیں۔ اب اس پر شعر سنیے ؎

رہتے ہیں میر دور گو اُس کے حضور سے

اسٹک چلا رہے ہیں مگر دور دور سے

کس کے حضور سے؟ حسینوں کے حضور اور اُن کے قریب ہونے سے۔ آپ دیکھیے کہ جب کھلاڑی ہاکی کھیلتے ہیں اور گیند بہت دور ہوتی ہے تو وہ دور ہی سے اسٹک ہلاتے رہتے ہیں تو گویا وہ تصور میں اس پر عمل کرتے ہیں۔

تو دوستو! نظر بچا کر دیکھ لو، حدیثِ قدسی ہے کہ ان شاء اللہ اس کو اللہ تعالیٰ حلاوتِ ایمانی عطا کریں گے۔ اور اس پر حلاوتِ ایمانی کی پانچ علامات ظاہر ہوں گی۔ نمبر ایک کہ آپ کی عبادت مزیدار ہوجائے گی۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر اس پر یقین نہ آئے تو لوگ بدنظری کے بعد عبادت کر کے دیکھ لیں، نہ تلاوت میں مزہ آئے گا نہ نماز میں، ہاتھ باندھے رہو گے، مگر خیالوں میں ان انگریز عورتوں کی ٹانگیں ہی نظر آئیں گی۔ ہاتھ تو خدا کے حضور میں ہیں مگر سامنے وہی ٹانگیں نظر آئیں گی، یہ سب مرنے والوں کی لاشیں ہیں، لاشوں پر لَاشَیْءٌ ہونے والا لاشے ہوتا ہے یعنی سب فنا ہونے والا ہے۔

تو حلاوتِ ایمانی کی دوسری علامت ہے اِیْثَارُھَا عَلٰی جَمِیْعِ الشَّھَوَاتِ وَالْمُسْتَلَذَّاتِ وہ اپنے نفس کی بُری خواہشوں کے مزے کو پیچھے کرتا ہے اور اللہ کی خوشی کو آگے رکھتا ہے۔ اللہ کو خوش رکھتا ہے اور اللہ کو ناخوش کر کے حرام خوشی امپورٹ نہیں کرتا۔ اللہ سے کہتا بھی رہتا ہے کہ اے اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں کہ آپ کو ناخوش کر کے حرام خوشیوں کو درآمد کروں۔ لہٰذا اللہ سے پناہ مانگو، اللہ کے سامنے بہادری کام نہیں دیتی، اللہ کا راستہ اللہ کی یاری اور مددگاری سے، اشکباری اور آہ وزاری سے طے ہوتا ہے ؎

فہم و خاطر تیز کردن نیست را

جز شکستہ می نگیرد فضلِ شاہ

عقل سے اللہ کا راستہ طے نہیں ہوتا کہ اپنی فہم وفراست کو تیز کرلو، بس اپنی شکست

تسلیم کرلو کہ ہم کچھ نہیں ہیں، نالائق ہیں، اگر آپ نے مدد نہ کی تو نالائق ہی رہیں گے ؎

اے زِ تو کس گشتہ جان ناکساں
دستِ فضل تست در جانہا رساں

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ بہت سے نالائق بندے آپ کے کرم سے لائق ہوگئے ہیں، اولیاء اللہ ہوگئے، تو ہمیں بھی لائق بنا دیجیے۔ اے خدا! آپ کی مہربانی کا ہاتھ بندوں کی جانوں تک پہنچا ہوا ہے، آپ ہمیں اپنا بنانے کا ارادہ کرلیں بس ہمارا کام بن جائے گا۔

حلاوتِ ایمانی کی تیسری علامت

اور حلاوتِ ایمانی کی تیسری علامت ہے: **تَحَمُّلُ الْمَشَاقِّ فِیْ مَرْضَاتِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ** جو اللہ تعالیٰ کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لیے ہر تکلیف اُٹھالیتا ہے۔ یہ نہیں کہ صاحب، نظر بچانے میں تکلیف ہورہی ہے، ایسی احمقانہ باتیں مت کرو۔ ایک دن مروگے تب اختر کی قدر کروگے، مگر اس وقت کیا فائدہ، لہٰذا ارادہ کرلو کہ جان دے دیں گے مگر اللہ کو ناراض نہیں کریں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ! اللہ کو ناخوش کرکے حرام خوشیاں اپنے نفس میں نہیں آنے دیں گے، بس دانت پیس کے نفس کا مقابلہ کرو تبھی اس کو گراسکو گے، یہ معمولی دُشمن نہیں ہے۔ اور ایسے موقع کے لیے میرا یہ شعر نوٹ کرلو تو وقت پر کام آئے گا ؎

نہ دیکھیں گے نہ دیکھیں گے انہیں ہرگز نہ دیکھیں گے
کہ جن کو دیکھنے سے رب مرا ناراض ہوتا ہے

اور گجراتی بیٹھے ہیں تو اس طرح پڑھتا ہوں

کہ جن کو دیکھنے سے رب مرا ناراج ہوتا ہے

ہمارے پاکستان میں ایک گاؤں میں ایک لڑکے پر جن آگیا۔ وہ جن برطانیہ

سے وہاں گیا تھا۔ وہ لڑکا اے بی سی ڈی بھی نہیں پڑھا تھا مگر اس جن کے زیر اثر آ کر ایسی انگریزی بول رہا تھا جیسے ایم ایس بولتے ہیں۔ تو وہاں کے ایک مہتمم نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ لڑکا اتنی ہائی انگریزی بول رہا تھا کہ ہم لوگ تعجب میں تھے۔ جب جھاڑ اپھونکا گیا تو معلوم ہوا، اور جن نے تسلیم کیا کہ میں لسٹر کا رہنے والا ہوں چونکہ میں اس وقت لیسٹر میں ہوں، اس لیے یہ واقعہ بتا دیا۔

تو ایسی حرام لذتوں پر ایک کروڑ لعنت بھیجو جو خدا تعالیٰ کی ناخوشی کے راستہ حاصل ہو۔ اس لیے آج میں نے خود بھی توبہ کی اور اپنے دوستوں سے بھی توبہ کرائی کہ ایئر پورٹ پر اور ہوائی جہازوں میں جو ایئر ہوسٹسیں آتی ہیں، ہوسکتا ہے کہ نفس نے اللہ کی ناخوشی کے راستہ حرام مزہ کا کوئی ذرّہ چرالیا ہو تو اُسے قے کردو اور استغفار و توبہ سے نہالو۔ توبہ و استغفار روحانی غسل خانہ ہے، اللہ سے توبہ کرلو کہ اللہ آپ کو ناخوش کر کے ہم نے اپنے کمینہ پن سے جو حرام خوشیاں درآمد کیں آپ ان کو معاف فرما دیجیے اور آئندہ کے لیے توفیق مانگ لو کہ اے اللہ ایسی ہمت عطا فرمائیے کہ ہم ایک ذرّہ بھی اپنے نفس میں حرام خوشی نہ آنے دیں۔

حلاوتِ ایمانی کی چوتھی علامت

حلاوتِ ایمانی کی چوتھی علامت ہے: تَجَرُّعُ الْمُرَارَاتِ فِی الْمُصِیْبَاتِ (اَلْمَرَارَاتُ بفتح المیم جمعُ مَرَارَۃٌ معنیٰ پِتّا۔ تلخی) مصیبت میں اللہ کی شکایت نہ کرو، راضی رہو، ان شاء اللہ اس کا درجہ بہت اونچا ہے کہ کوئی بڑی نعمت ملنے والی ہے اور اللہ کے نام سے اپنے غم کو میٹھا کرلو، وہ اتنے میٹھے ہیں سارے عالَم کو شکر دیتے ہیں، کڑوے خربوزے کو سکرین میٹھا کرسکتا ہے تو خالقِ سکرین ہمارے غم کی کڑواہٹوں کو شیریں نہیں بنا سکتا؟ اللہ کا نام لو اور اللہ والوں سے سیکھو کہ اُس کا نام کیسے لیا جاتا ہے، ایسے نام لینا بھی نہیں آتا، رونا بھی نہیں آتا جب تک رونے والوں کی، اللہ والوں کی صحبت میسر نہ ہو۔

حلاوتِ ایمانی کی پانچویں علامت

اورحلاوتِ ایمانی کی پانچویں علامت ہے: اَلرِّضَآءُ بِالْقَضَآءِ فِیْ جَمِیْعِ الْحَالَاتِ تمام حالات میں وہ اللہ کی مرضی پر راضی رہتا ہے کیونکہ دل میں مولیٰ کی مٹھاس موجود ہوتی ہے لہٰذا وہ گھبراتا نہیں ہے۔ اس لیے آج تک کسی ولی اللہ نے خودکشی نہیں کی۔ جب سے دنیا قائم ہے، زمین و آسمان نے دیکھا کہ کسی اللہ والے نے خودکشی نہیں، جنہوں نے خودکشی کی وہ انہی لوگوں نے کی جو اپنے کو بڑا سائنسداں سمجھتے تھے۔ جاپان جرمن والے ہوائی جہاز تو بناتے ہیں مگر حج نہیں کرتے، لیکن ہم لوگ اُس پر بیٹھ کر حج کرتے ہیں۔ جاپان تسبیح پر لکھتا ہے میڈ اِن جاپان مگر اس پر اللہ کا نام ہم لیتے ہیں، ان ظالموں کو توفیق نہیں، چین مصلیٰ پر لکھتا ہے میڈ اِن چائنا مگر اس پر نماز ہم پڑھتے ہیں تو یہ لوگ مسلمانوں کے خادم ہیں، سارے کافر مسلمانوں کے خادم ہیں مگر ہم اپنے کو سنوار لیں۔

اب تو کسی کو نیند نہیں آرہی؟ بس وہی مراقبہ کرلو کہ ایک لاکھ پاؤنڈ ڈھاکہ میں گن رہے ہیں تو پاؤنڈ گنتے وقت میں آپ کو نیند آئے گی؟ ایسے ہی ایئرپورٹ پر بھی مشکل سے نیند آئے گی، ہر طرف عریاں ٹانگ دیکھنے کے بعد نیند آتی ہے؟ بڑے بڑے نیند والوں کو دیکھا کہ نیند اُڑ گئی۔ اس لیے کہتا ہوں کہ مولیٰ والا لیلیٰ چور نہیں ہوسکتا۔ جس کے دل میں مولیٰ ہوتا ہے وہ لیلیٰ چور نہیں ہوتا۔ یہ ایک نیا جملہ لیسٹر میں ابھی دعوۃ الحق کے اس ادارہ میں عطا ہوا ہے۔ آپ نے کبھی یہ جملہ سنا تھا؟ آج پہلی دفعہ اللہ تعالیٰ نے یہ جملہ عطا فرمایا ہے کہ مولیٰ والا لیلیٰ چور نہیں ہوتا یعنی کسی عورت پر حرام نظر نہیں ڈالتا، حرام لذت نہیں لیتا اور اگر کبھی غلطی ہوجائے تو استغفار و توبہ سے اُس کی تلافی کرتا ہے۔ بس اب مجلس

ختم کروں گا، تھکا ماندہ آیا تھا لیکن مولانا ایوب صاحب اور آپ سب کی دعا کی برکت سے اتنا عرض کردیا۔ میں ہوں تمہارے پیار کا مارا اے دوستو!

اولیائے صدیقین کی چار تعریف

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں اولیاء صدیقین کی تین تعریفیں بیان کی ہیں اور چوتھی تعریف اختر نے کی ہے۔ میرا مبدأ فیاض بھی وہی ہے جو علامہ آلوسی کا ہے اور ابھی آپ کا دل بھی خود قبول کرے گا۔ تو اولیاء صدیقین کی پہلی تعریف یہ ہے کہ اَلصِّدِّیۡقُ ھُوَ الَّذِیۡ لَا یُخَالِفُ قَالُہٗ حَالَہٗ جن کی زبان و دل ایک ہوتا ہے، جو کچھ کہتے ہیں وہی دل میں بھی ہوتا ہے۔ نمبر دو اَلصِّدِّیۡقُ ھُوَ الَّذِیۡ لَا یَتَغَیَّرُ بَاطِنُہٗ مِنۡ ظَاھِرِہٖ جس کے باطن کو اتنا ایمان و یقین کا اعلیٰ درجہ حاصل ہو کہ ظاہری حالات سے اُس میں تبدیلی نہ آئے، وہ جہاں جاتے ہیں اللہ والا بن کر رہتے ہیں ؎

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

تیسری تعریف ہے اَلصِّدِّیۡقُ ھُوَ الَّذِیۡ یَبۡذُلُ الۡکَوۡنَیۡنِ فِیۡ رِضَا مَحۡبُوۡبِہٖ وہ اللہ تعالیٰ پر دونوں جہاں فدا کردے۔ ایک صاحب نے کہا کہ دنیا تو میں فدا کرسکتا ہوں آخرت کیسے فدا کروں؟ میں نے کہا آخرت اس طرح فدا کرو کہ نماز، روزہ، عبادت جنت کی لالچ میں مت کرو، جنت کو درجۂ ثانوی کرلو اور تمام نیک اعمال صرف اللہ کی رضا کے لیے کرو کہ میرا اللہ خوش ہوجائے۔ جو نیک کام کرو یہ نیت کرو کہ اللہ تعالیٰ خوش ہوجائے، ہر جگہ ثواب کا کمپیوٹر مت لگاؤ، اسلام کمپیوٹرائز مذہب نہیں ہے، اللہ کی رضا پر مرنے کا نام اسلام ہے، اگر اسلام ثواب کا کمپیوٹرائز مذہب ہوتا تو اللہ تعالیٰ کعبہ شریف سے ہجرت کا حکم

نہ دیتا کہ ایک لاکھ نمازوں کا ثواب چھڑا کر پچاس ہزار پر راضی کر دیا۔ مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور کعبہ شریف میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ سے اپنا گھر یعنی کعبہ شریف چھڑایا جہاں ایک لاکھ کا ثواب تھا اور زم زم کا پانی چھڑایا اور مدینہ منورہ بھیج دیا تا کہ معلوم ہو کہ ہجرت کے حکم سے وطن کی محبوبیت ختم ہوگئی اور صرف اللہ کے نام پر مرنا سکھایا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام صرف ثواب کا نام نہیں ہے بلکہ اللہ پر فدا ہونے کا نام ہے۔ لہٰذا جو نیک کام کرو اللہ کی رضا کے لیے کرو اور جنت کو درجۂ ثانوی کر دو۔ اس کی دلیل یہ حدیث شریف ہے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْأَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ))

(تفسیر اللباب لابن عادل، تحت سورۃ الفتح، اٰیۃ:۲۹)

اے اللہ! ہم تیری خوشی مانگتے ہیں اور جنت۔ جنت بعد میں مانگی، جنت کا مؤخر ہونا یہی دلیل ہے کہ ہر کام اللہ کی رضا کے لیے کرو۔ اور جنت بھی ضرور مانگو، جنت سے استغنیٰ جائز نہیں ہے۔

تو اولیاء صدیقین کی تین تعریفیں ہوگئیں۔ اب میری چوتھی تعریف بھی سن لو تا کہ میں مجلس ختم کروں اور آرام کروں، میں سب کو خوب آرام کرنے کو کہتا ہوں مگر صرف ایک بات کہتا ہوں کہ رام رام نہ کرو یعنی غیر اللہ سے دل نہ لگاؤ، آرام تو کرو مگر کسی رام کو مت بلاؤ، ٹیڈیوں کی طرف اشارہ بھی مت کرو، ٹیڈیوں کو دیکھنے سے نفس ریڈی ہوجاتا ہے اور فرسٹ فلور دکھا کر شیطان گمراہ کرتا ہے۔ جسم میں دو حصے ہیں ایک کمر کے اوپر کا اور ایک کمر کے نیچے کا، ناف کے اوپر کا گال اور آنکھیں یہ سب فرسٹ فلور اور ناف کے نیچے، کمر کے نیچے گراؤنڈ فلور ہے تو شیطان ہمیں فرسٹ فلور دکھاتا ہے، گال، بال اور آنکھیں

پھر وہاں میں پُش کرتا ہے اور گراؤنڈ فلور کی گٹر لائنوں میں داخل کردیتا ہے۔ جنہوں نے احتیاط نہیں کی وہ گول ٹوپی، ڈاڑھی اور اوّابین و تہجد کے ساتھ گناہ میں مبتلا ہوگئے۔ نفس پر اعتماد مت کرو، اس ظالم دُشمن پر کبھی بھروسہ مت کرو۔ لہٰذا سب لوگ یہ مضمون یاد کرلو کہ اللہ کے حکم سے کسی کا فرسٹ فلور مت دیکھو۔ اپنی بیوی کا فرسٹ فلور دیکھنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ حلال ہے مگر سڑک پر چلنے والی شکلوں کو مت دیکھو ورنہ اگر انہیں نہ پایا تو تصور اور خیالات میں تو گراؤنڈ فلور میں گھس ہی جاؤ گے، دل میں گندے خیالات تو آئیں گے، اور گندہ خیال جب دل میں آئے گا تو دل پاک رہے گا یا گندہ ہوجائے گا؟ جب عورتوں کو دیکھنے سے دل میں گندہ خیال آئے گا تو جس برتن میں گندی چیز آئے گی تو برتن گندہ ہوگا یا نہیں؟ تو ان خیالات سے دل گندہ ہوجائے گا اور جب دل گندہ ہوگا تو دماغ پراگندہ ہوجائے گا اور جب جان گناہ سے آلودہ ہوجائے گی تو اللہ تعالیٰ کے قرب کا فالودہ نہیں پاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جذب عطا فرمائے کیونکہ بغیر جذب کے کوئی شخص اللہ کا مقرب نہیں ہوا اور پھر بغیر جذب کے مردود ہونے سے کوئی نہیں بچ سکا۔ جو جذب ہوجاتا ہے پھر وہ مردود نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کو جذب کرتا ہے وہ کیسے مردود ہوسکتا ہے۔

شیطان کی مردودیت کی وجہ

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیطان سالک تو تھا عبادت بہت کرتا تھا مگر مجذوب نہ تھا جس کو جذب عطا ہوتا ہے پھر وہ مردود نہیں ہوتا۔ آپ دیکھو! ایک بلی پالتے ہو، ہر ایک سے کہتے ہو یہ میری بلی ہے تو کیا آپ اس کو دوسرے کے گھر میں جانے دیتے ہو؟ کوئی پکڑ لے تو رات بھر اُس کی تلاش میں رہتے ہو، جس کو اللہ اپنا بنالیتا ہے تو اپنے فرشتوں کو مقرر فرمادیتا

ہے کہ یہ گمراہ نہ ہونے پائے اور گناہوں کو حکم دے دیتا ہے کہ خبردار! اِدھر نہ آنا بھاگ جاؤ۔ بعضے مجذوب اور اللہ کے مقبول بندوں نے گناہ کے لیے معشوقوں کو تلاش کیا لیکن اوپر سے حکم آ گیا وہ معشوق بھاگ گئی یا بھاگ گیا۔ اس لیے بہت زیادہ دعائیں مانگو مگر ہمت بھی کرو، خالی دعا سے بھی کوئی ولی اللہ نہیں بنتا۔ بتاؤ! خالی دعا کرو اور شادی نہ کرو اور رات بھر روتے رہو کہ اللہ جلدی بچہ دے دو، ہم اس کو حافظ جی بنائیں گے، قاری بنائیں گے، مولوی جی یا حضرت جی بنائیں گے یا حضرت مولانا بنائیں گے، تو بغیر شادی کے اولاد ہوگی؟ شادی ضروری ہے کہ نہیں؟ اس لیے اللہ کا ولی بننے کے لیے ہمت سے کام لو۔ اگر حضرت یوسف علیہ السلام نہ بھاگتے اور سجدہ میں رہتے تو زلیخا کے شر سے بچ سکتے تھے؟ اس لیے انہوں نے وہاں سے فرار اختیار کیا۔ فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ پر عمل کیا، پھر تالے کھلتے چلے گئے۔ گناہ کی جگہ سے بھاگنے کا یہ حکم قرآنِ پاک کا ہے، یہ نہیں کہ معشوق کے قدموں میں سر رکھ کے کہا کہ اللہ! اس سے بچانا۔

جیسے کوئی سیٹھ خوبصورت لڑکی کو پی اے رکھے اور کہے کہ اللہ اس سے بچانا کہیں میں اس کے فتنہ میں مبتلا نہ ہو جاؤں اور جب پوچھا کہ سیٹھ جی اسے رکھا کیوں ہے؟ تو کہا کہ یتیم لڑکی ہے، اس کا کوئی نہیں ہے۔ تو میں نے کہا کہ اس کی مالی مدد تو کرو مگر کسی اور سے رقم بھجواؤ، خود بھی مت بھیجو، خود بھیجو گے تو بھی احسان کی وجہ سے نفس سوار ہو جائے گا، حسینوں پر احسان بھی نہ کرو، اگر کوئی یتیم ہے غریب ہے تو کسی دوسرے کے ذریعہ سے اس کی مدد کرو کہ اُس کو احساس بھی نہ ہو کہ مجھ پر فلاں کا احسان ہے تاکہ احسان سے غلط فائدہ نہ اُٹھا سکو۔ کہیے نکتے کی بات ہے یا نہیں؟ جیسے حدیث شریف میں ہے کہ یتیم بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرنے سے ہر بال کے عوض نیکی ملتی ہے۔ اب ایک یتیم لڑکا نہایت حسین ہے اور پندرہ سال سے ابھی دو چار مہینے کم ہے تو سب اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہے

ہیں۔ میاں حدیث شریف سمجھنے کے لیے اللہ والوں سے رجوع کرو۔

حضرت والا کی صدیق کی تعریف

تو تفسیر روح المعانی کی تین تعریفیں سن لیں۔ اب میری چوتھی تعریف سن لو، بس پھر آج کی مجلس ختم ہو رہی ہے اور میرے لیے دعا بھی کرو کہ اب مجھ میں جان نہیں ہے، میں بہت کمزور ہو رہا ہوں۔ تو چوتھی تعریف جو میرے رب نے مجھے عطا فرمائی ہے، اُسی مبداء فیاض سے جس سے علامہ آلوسی پاتے ہیں کہ اولیائے صدیقین وہ ہیں اَلصِّدِّیْقُ ھُوَالَّذِیْ یَبْذُلُ الْاَنْفَاسَ کُلَّھَا فِیْ رِضَا مَحْبُوْبِہٖ تَعَالٰی شَانُہٗ وَ لَایَشْتَغِلُ نَفَسًا وَاحِدًا فِیْ مَعْصِیَۃِ اللہِ تَعَالٰی شَانُہٗ یہ میری عربی کی عبارت ہے کہ جو بندہ اپنی ایک سانس بھی غیر شریفانہ نہیں بسر کرتا ہر سانس اللہ پر فدا کرتا ہے، وہ صدیق ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی
خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ